قادیان ضلع گورداسپور

قیمت پیشگی ے ما بعد للعہ

نمبر ۵۱ | اے جہان منتظر خوش باش کآمد دلستان | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ | آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان | نمبر ۵۱

سلسلہ الجدید جلد ۲ | ۲ ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۰۶ء | سلسلہ القدیم جلد ۵

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

شرح قیمت اخبار بدر

والیان ریاست و گورنمنٹ عنہ

معاونین درجہ اول جنکو عا پر کسی ایک کو اخبار جاری کرانیکا حق حاصل ہے صہ

معاونین درجہ دوم جنکو عا پر کسی ایک کو اخبار جاری کرانیکا حق حاصل ہے للعہ

عام قیمت پیشگی غربا سے جنکی آمد ماہوار عـہ ہو یا کم صرف عا عام قیمت مابعد للعہ

فی پرچہ ۔ ۔ ۔ تاریخ اجرا سے ایک ماہ کے اندر اندر قیمت اخبار روانہ نہ کریں گے ان سے بحساب مابعد لیجاویگی جو اخبار وقت پر نہ پہنچے اسے پندرہ یوم کے اندر اندر طلب کرنا چاہیئے بعد میں نہیں ملسکیگا رسید زر اخبار میں چھاپی جاویگی علیحدہ رسید نہ دیجاویگی روپیہ ارسال کرنے کے بعد اگر دو ہفتہ تک رسید نہ چھپے تو خط لکھکر دریافت کرنا چاہیئے

لوکل ۔ ۔ ۔ عا افریقہ ۔ ۔ ۔ للعہ

مینجر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
اندرین دین آمدہ از مادریم
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
آن رسول کش محمد ہست نام
مہر او با شیر شد اندر بدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال
اقتدائے قول او در جان ماست
از ملائک از خبرہائے معاد
آن ہمہ از حضرت احدیت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست
معجزات انبیاء سابقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
یک قدم دوری ازان عالی جناب

مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہم برین از دار دنیا بگذریم
بادۂ عرفان ما از جام اوست
دامن پاکش بدست ما مدام
جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ہر نبوت را برو شد اختتام
زو شدہ سیراب آبے ہر کہ ہست
آن نہ از خود از ہمان جائے بود
وصل دلدار ازل بے او محال
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
ہرچہ گفت آن مرسل رب العباد
منکر آن مستحق لعنت است
منکر آن مورد لعن خدا است
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
ہر کہ انکارے کند از اشقیا است
نزد ما کفر است و خسران و تباب

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کیساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

وہ الفاظ جنہیں حضرت اقدس بیعت لیتے ہوئے ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ ۔ ۲ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنہیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ ۳ بار۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔ اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں۔

کاتبہ محمد حسین احمدی

مفصلہ ذیل کتب دفتر بدر قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کریں

نام کتاب و مصنف	مضمون	قیمت
تفسیر سورۃ جمعہ مع مناسبات از حضرت حکیم مولوی نور الدین	یہ تفسیر حضرت مولوی صاحب نے ایک خطبہ مین بیان فرمائی تھی جسے ایک دوست نے جمع کرکے کتاب کی صورت مین چھاپ کر شائع کیا ہے	۴ر
نور الدین مصنفہ حضرت مولویصاحب موصوف	دہرم پال آریہ کی کتاب ترک اسلام کا جواب لاجواب۔ مخالفین کے اعتراضات کا دندان شکن جواب۔ آیات قرآنی کی تفسیر۔ بعد نظر ثانی مصنف دوبارہ امرتسر مین چھپوائی گئی۔	۸ر
اختیار الاسلام ہر چہار جلد مصنفہ شیخ عبد الرحمان صاحب نومسلم سیکنڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان	آریہ مذہب کے رد مین ایسی عمدہ کتاب ہے۔ کہ اس نے بہت سے آریون کے خیالات درست کر دئے ہین قابل دید کتاب ہے ضرور ملاحظہ فرمادین	حصہ اول ۴ر دوم ۶ر سوم چہارم ۸ر ۸ر
لغات القرآن حصہ اول مولفہ سید عبد الحی عرب صاحب	قرآن شریف کی لغات کو عربی اور اردو مین مستند طور پر لکھا گیا ہے اور ایک اہل زبان عرب کی تصنیف ہے۔	عہ
لکچر لاہور	جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک بڑے مجمع لاہور مین اسلام کی خوبیون کے بیان مین دیا۔	۲ر
وفات مسیح	نظم پنجابی	۲ر
کامن احمدی	״	۰ر
الذکر مصنفہ شیخ عبد الرحیم صاحب	ترجمہ نماز و اسماء الٰہی	۲ر
جنگ مقدس	حضرت مسیح موعود و عبد اللہ آتھم کے درمیان مباحثہ	۷ر
آیات الرحمان مع حسن مصنفہ حضرت مولوی محمد احسن صاحب	جواب عصائے موسیٰ مصنفہ بابو الٰہی بخش۔ اس کتاب مین شیطانی اور رحمانی القارین فرق دکھایا گیا ہے۔	۸ر
صیانۃ القرآن عن وساوس الشیطان مصنفہ حضرۃ مولوی محمد احسن صاحب	تردید خیالات مولوی عبد اللہ چکڑالوی	۳ر
مجموعہ ازالۃ الوساوس مصنفہ مولوی محمد احسن صاحب	قرآن شریف اور احادیث نبویہ سے عقلی اور نقلی ثبوت متعلق دعاوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۴ر

اُجرت اشتہارات

تقسیم صفحہ	سال	چھ ماہ	تین ماہ	ایک ماہ	یکبار
پورا صفحہ	۳۰۰	۱۱۰	۶۰	۲۵	۸
½ صفحہ	۱۱۰	۶۰	۳۵	۱۴	۴
ایک کالم	۷۵	۴۰	۲۵	۹	۳
½ کالم	۴۰	۲۰	۱۳	۵	۲
¼ کالم	۲۶	۱۴	۹	۳	۱¾
⅛ کالم	۲۲	۱۲	۷	۲½	۱½
فی سطر	۸	۴½	۳½	۱	۲ر

(۱) یہ اُجرت پہلے ہی سے کم کرکے لگائی گئی ہے اس واسطے اس مین زیادہ کوئی رعایت نہ ہو سکے گی۔ بے فائدہ خط و کتابت کرنیمین طرفین کا حرج ہے۔

(۲) اُجرت ہر حالت مین پیشگی آنی چاہیئے مابعد کا کوئی حساب نہین

(۳) اشتہار متواتر دئے جانے کی یہ اجرت ہے درمیان مین چہوڑنے کے واسطے اور کبہی کبہی درج کرانے کے واسطے زائد اجرت چارج ہوگی۔

(۴) ہر ماہ مین صرف ایک دفعہ اشتہار کی عبارت بدلنے کا مشتہر کو اختیار ہوگا۔ اشتہار کی عبارت مین تبدیلی کے واسطے ہر انگریزی مہینے کے شروع ہونے سے پندرہ دن پہلے اطلاع آنی چاہیئے۔ ورنہ اگلا مہینہ وہی مضمون رہیگا۔

(۵) تقسیم کرائی فی ضمیمہ ۸ر فیصدی لیا جاویگا بٹالہ سے قادیان تک مزدوری ۸ر اجرت کے ساتھ وصول ہونی چاہیئے۔

(۶) یہ اجرت موجودہ تعداد اخبار اخراجات کے لحاظ سے مقرر کی گئی ہے اخبار کی تعداد بڑھ جانے پر نرخ بڑہایا جاویگا۔ اور جو لوگ زاید نرخ نا منظور کرین ان کا اشتہار بند کرکے ان کی باقیماندہ اجرت واپس کر دی جاویگی۔

(۷) مینجر کا اختیار ہوگا کہ جب چاہے کسی کا اشتہار بند کرے اور باقی اجرت واپس کر دے۔

(۸) اشتہار کے متعلق اجرت کا فیصلہ کرنے سے پہلے چاہیئے کہ مشتہر اپنا مضمون اشتہار پہلے مینجر کو دکہالے مینجر کو اختیار ہوگا کہ اگر مضمون اشتہار نامناسب سمجہے تو اس مین مناسب تبدیلی کرلے یا اشتہار کو بند کر دے۔

(۱۰) چونکہ اشتہارات کے واسطے صفحے مقرر ہین اس واسطے صرف گنجائش کے ہونے پر اشتہار لیا جاویگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فہرست مضامین

بدر مسیح

۳- ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ مطابق ۲۰- دسمبر ۱۹۰۶ء۔

خدا کی تازہ وحی

۱۶- دسمبر ۱۹۰۶ء - بشرھم بایّام اللہ وذکرھم تذکیرا

ترجمہ۔ اُن کو خوش خبری دے اللہ تعالے کے دنوں کی اور ان کو نصیحت کر نصیحت کرنا

ضروری اطلاع

اس دقت کو محسوس کر کے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدات کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجنے میں پیش آتی ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ یکم جنوری ۱۹۰۷ء سے ہر ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہیئے۔ خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو۔ یا زکوۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا روپیہ یا وصیت کا روپیہ۔ یا آمدنی کا دسواں حصّہ یا غیر فنڈ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ غرضیکہ سوائے لنگر خانہ کے روپے کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہیئے۔ ہر قسم کا چندہ جو قادیان میں بھیجا جاتا ہے۔ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہیئے۔ لنگر کا چندہ اگر کسی اور چندے کے ساتھ شامل کر کے بھیجنا ہو۔ تو اختیار ہوگا۔ کہ وہ بھی محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام ہی بھیجدیں اور محاسب اُسے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کر دیگا۔

مگر اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ کوپن میں فرستندہ کا پورا پتہ خوشخط لکھا ہوا ہو۔ اور نیز مفصل ہدایت ہو۔ کہ کتنا کتنا روپیہ کس کس کی طرف سے کس کس مد کا ہے۔ میگزین کی قیمت ہے یا اعانت میگزین یعنے اشاعت اسلام کا روپیہ ہے۔ مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے۔ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا ہے۔ یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے۔ یا وصیت کا روپیہ ہے۔ یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوۃ کا روپیہ ہے۔ یا کسی جائداد کی قیمت ہے۔ جو رسالہ الوصیت کے ماتحت انجمن مذکور کو دی گئی ہے۔ یا کسی مکان کا کرایہ ہے۔ یا کسی زمین کی آمد ہے جو صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت میں ہے یا زکوۃ کا روپیہ ہے۔ غرض یہ کہ پورے طور کے ساتھ کوپن میں اس امر کو واضح کرنا چاہیئے۔ جن سے محاسب کو غلطی نہ لگے۔

تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دی جاویں گی اور ماہ بماہ رقوم آمدنی کسی رسالہ یا اخبار میں شائع ہوتی رہینگی۔ جس شخص کو باضابطہ رسید دفتر محاسب سے نہ پہنچے۔ اُسے ضروری ہوگا کہ فے الفور اپنی مرسلہ رقم کی تحقیق کرے۔ ایسا ہی اگر مطبوعہ رسیدوں میں کسی قسم کی غلطی ہو۔ یا کسی نام کا اندراج نہ ہو۔ تو بھیجنے والے کا فرض ہوگا کہ فے الفور خط و کتابت کرے۔

المشتھر

خاکسار محمد علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

نوٹ - اس امر کا یاد رکھنا ازبس ضروری ہے۔ کہ رسالہ الوصیت کے ماتحت کئی قسم کا چندہ ہے۔ شرط اول مقبرہ بہشتی کی یہ ہے۔ کہ کچھ چندہ حسب حیثیت مقبرہ بہشتی کی زمین یا باغ اور دیگر لوازم کی تیاری کے لئے دنیا ہوگا۔ سو یہ چندہ چندہ مقبرہ بہشتی کہلاتا ہے۔ دوسری شرط وصیت کی یہ ہے۔ کہ وصیت کرے۔ یا جائداد کی قیمت کر کے روپیہ داخل کرے یا آمد کا دسواں حصہ ہے۔ سو اس کو الگ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ان دونوں شرطوں کا الگ الگ پورا کرنا ضروری ہے۔

لیکچر لودیانہ لدہیانہ کا لیکچر حضرت اقدس کی ضروری تقریر تھی اور بہت سے احباب کی خواہش تھی کہ اس کو اخبار بدر میں درج کر دیا جاوے لیکن میں نے سوچا کہ تھوڑا تھوڑا درج کرنے سے پورا پورا لطف نہیں رہتا۔ اس واسطے سارا لیکچر ایک ہی اخبار میں درج کیا گیا ہے جس کے سبب سے اخبار بجائے ۱۶ صفحہ کے ۲۰ صفحہ کا ہوگیا ہے اور یہی سبب ہے کہ دو روز اشاعت میں دیر ہوئی۔ جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں اطلاع دی گئی اور چونکہ یہ اخبار دو دن بعد تک چھپتا رہا۔ اس واسطے اگلے اخبار کے صفحے پورے نہ ہوسکیں گے۔

معذرت افسوس ہے کہ ان ایام میں بہ سبب کمی فنڈ کے نہ تو اخبار کیواسطے کاغذ عمدہ قسم کا لگ سکا اور نہ مضامین کی طرف کافی توجہ ہوسکی۔ تفسیر بھی ان ایام میں درج نہیں ہوسکی لیکن ۱۹۰۷ء سے انشاء اللہ تفسیر القرآن اور دیگر ضروری مضامین باقاعدہ نکلنے شروع ہوجاتیں گے انشاء اللہ اور کاغذ کے واسطے بھی انتظام مناسب ہوجائیگا۔

رعایت - ۲۷- دسمبر ۱۹۰۶ء سے ۳- جنوری ۱۹۰۷ء تک براہین احمدیہ اور درثمین کی قیمتوں میں بہ تقریب جلسہ خاص رعایت کی جاویگی۔ براہین احمدیہ ۴ جلد کی قیمت ۱۲/

حضرت مسیح موعود کا

لیکچر لودیانہ میں

(منقول از الحکم)

اول میں اللہ تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے یہ موقع دیا کہ میں پھر اس شہر میں تبلیغ کرنے کے لئے آؤں۔ میں اس شہر میں چودہ برس کے بعد آیا ہوں اور میں ایسے وقت اس شہر سے گیا تھا جب کہ میرے ساتھ چند آدمی تھے اور تکفیر تکذیب اور دجال کہنے کا بازار گرم تھا اور میں لوگوں کی نظر میں اس انسان کی طرح تھا جو مطرود اور مخذول ہوتا ہے اور ان لوگوں کے خیال میں تھا کہ تھوڑے ہی دنوں میں یہ جماعت مردود ہو کر منتشر ہو جاوے گی اور اس سلسلہ کا نام ونشان مٹ جاویگا چنانچہ اس غرض کے لئے بڑی بڑی کوششیں اور منصوبے کئے گئے اور ایک بڑی بھاری سازش میرے خلاف یہ کی گئی کہ مجھ پر اور میری جماعت پر کفر کا فتوے لکھا گیا اور سارے ہندوستان میں اس فتوے کو پھرایا گیا میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتوے اس شہر کے چند مولویوں نے دیا مگر میں دیکھتا ہوں اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کافر کہنے والے موجود نہیں اور خدا تعالےٰ نے مجھے اب تک زندہ رکھا اور میری جماعت کو بڑھایا میرا خیال ہے کہ وہ فتویٰ کفر جو دوبارہ میرے خلاف تجویز ہوا ایسے ہندوستان کے تمام بڑے شہروں میں پھرایا گیا اور دو سو کے قریب مولویوں اور مشائخوں کی گواہیاں اور مُہریں اس پر کرائی گئیں اُس پر ظاہر کیا گیا کہ یہ شخص بے ایمان ہے کافر ہے دجال ہے مفتری ہے کافر ہے بلکہ اکفر ہے غرض جو جو کچھ کسی سے ہو سکا میری نسبت اُس نے لکھا اور ان لوگوں نے اپنے خیال میں یہ سمجھ لیا کہ بس یہ ہتھیار اب اس سلسلہ کو ختم کر دے گا اور فی الحقیقت اگر یہ سلسلہ انسانی منصوبہ اور افترا ہوتا تو اس کے ہلاک کرنے کے لئے یہ فتویٰ کا ہتھیار بہت ہی زبردست تھا لیکن اس کو خدا نے قائم کیا تھا پھر وہ مخالفوں کی مخالفت اور عداوت سے کیونکر مر سکتا تھا جسقدر مخالفت میں شدت ہوتی گئی۔ اُسیقدر اس سلسلہ کی عظمت اور عزت دلوں میں جڑ پکڑتی گئی اور آج میں خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں کہ یا تو وہ زمانہ تھا کہ جب میں اس شہر میں آیا اور یہاں سے گیا تو صرف چند آدمی میرے ساتھ تھے۔ اور میری جماعت کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی اور یا اب وہ وقت ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک کثیر جماعت میرے ساتھ ہے اور جماعت کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی۔

پس اس انقلاب عظیم کو دیکھو کہ کیا یہ انسانی ہاتھ کا کام ہو سکتا ہے دنیا کے تو لوگوں نے چاہا کہ اس سلسلہ کا نام ونشان مٹا دیں اور اگر اُن کے اختیار میں ہوتا تو وہ کبھی کا اس کو مٹا چکے ہوتے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ جن باتوں کا ارادہ فرماتا ہے دنیا ان کو روک نہیں سکتی اور جن باتوں کا دنیا ارادہ کرے مگر خدا تعالےٰ ان کا ارادہ نہ کرے وہ کبھی ہو نہیں سکتے ہیں۔

غور کرو میرے معاملہ میں کل علماء اور پیرزادے اور گدی نشین مخالف ہوئے اور دوسرے مذہب کے لوگوں کو بھی میری مخالفت کے لئے اپنے ساتھ ملایا۔ پھر میری نسبت ہر طرح کی کوشش کی مسلمانوں کو بدظن کرنے کے لئے مجھ پر کفر کا فتوے دیا اور پھر جب اس تجویز میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو پھر مقدمات شروع کئے خون کے مقدمے میں مجھے پھنسایا۔ اور ہر طرح کی کوششیں کیں کہ میں سزا پا جاؤں ایک پادری کے قتل کا الزام مجھ پر لگایا گیا۔ اس مقدمہ میں مولوی محمد حسین نے بھی میرے خلاف بڑی کوشش کی اور خود شہادت دینے کے واسطے گیا وہ چاہتا تھا کہ میں پھنس جاؤں اور مجھے سزا ملے مولوی محمد حسین کی یہ کوشش ظاہر کرتی تھی کہ وہ دلائل اور براہین سے عاجز ہے اس لئے کہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دشمن دلائل سے عاجز ہوتا ہے اور براہین سے ملزم نہیں کر سکتا تو ایذا اقتل کی تجویزیں کرتا ہے اور وطن سے نکال دینے کا ارادہ کرتا ہے اور اس کے خلاف مختلف قسم کے منصوبے اور سازشیں کرتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جب کفار مکہ عاجز آگئے اور ہر طرح سے ساقط ہو گئے تو آخر انہوں نے یہی اس قسم کے حیلے سوچے کہ آپ کو قتل کر دیں یا قید کر دیں یا آپ کو وطن سے نکال دیا جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ایذائیں دیں مگر آخر وہ سب کے سب اپنے ارادوں اور منصوبوں میں نامراد اور ناکام رہے اب وہی سنت اور طریق میرے ساتھ ہو رہا ہے مگر یہ دنیا بغیر خالق اور رب العالمین کے ہستی نہیں رکھتی وہی ہے جو جھوٹے اور سچے میں امتیاز کرتا ہے اور آخر سچے کی حمایت کرتا ہے اور اُسے غالب کر کے دکھا دیتا ہے اب اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا یہ نمونہ دکھایا ہے۔

میں اس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں اور اس وقت تم سب کے سب دیکھتے ہو کہ میں وہی ہوں جس کو قوم نے رد کیا اور مقبولوں کی طرح کھڑا ہوں تم قیاس کرو کہ اس وقت آج سے چودہ برس پیشتر جب میں یہاں آیا تھا تو کون چاہتا تھا کہ ایک آدمی بھی میرے ساتھ ہو علماء فقرا۔ اور ہر قسم کے معظم مکرم لوگ یہ چاہتے تھے کہ میں ہلاک ہو جاؤں اور اس سلسلہ کا نام ونشان مٹ جاوے وہ کبھی گوارا نہیں کرتے تھے کہ ترقیات نصیب ہوں مگر وہ خدا جو ہمیشہ اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے اور جس نے راستبازوں کو غالب کر کے دکھایا ہے اس نے میری حمایت کی اور میرے مخالفوں کے خلاف ان کی امیدوں اور منصوبوں کے بالکل برعکس اُس نے مجھے وہ قبولیت بخشی کہ ایک خلق کو میری طرف متوجہ کیا جو ان مخالفتوں اور مشکلات کے پردوں اور روکوں کو چیرتی ہوئی میری طرف آئی اور آ رہی ہے اب غور کا مقام ہے کہ کیا انسانی تجویزوں اور منصوبوں سے یہ کامیابی ہو سکتی ہے کہ دنیا کے بارسوخ لوگ ایک شخص کی ہلاکت کی فکر میں ہوں اور اس کے خلاف ہر قسم کے منصوبے کئے جاویں اس کے لئے خطرناک آگ جلائی جاوے مگر وہ ان سب آفتوں سے صاف نکل جاوے ہرگز نہیں یہ خدا کے کام ہیں جو ہمیشہ اُس نے دکھائے ہیں۔ پھر اس امر پر زبردست دلیل یہ ہے کہ آج سے ۲۵ برس پیشتر جب کہ کوئی بھی میرے نام سے واقف نہ تھا اور نہ کوئی شخص قادیان میں میرے پاس آتا تھا یا خط وکتابت رکھتا تھا اس گمنامی کی حالت میں اُس کسمپرسی کے ایام میں اللہ تعالےٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

یأتون من کل فج عمیق ویأتیک من کل فج عمیق

لا تصعر لخلق الله ولا تسئم من الناس رب لا تذرنی فردًا و انت خیر الوارثین یہ وہ زبردست پیشگوئی ہے جو ان ایام میں کی گئی اور چھپ کر شائع ہو گئی اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے اُسے پڑھا ایسی حالت اور ایسے وقت میں کہ میں گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا اور کوئی شخص مجھے نہ جانتا تھا خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرے پاس دور دراز ملکوں سے لوگ آئیں گے اور کثرت سے آئیں گے اور ان کے لئے مہمانداری کے ہر قسم کے سامان اور لوازمات بھی آئیں گے چونکہ ایک شخص ہزاروں لاکھوں انسانوں کو مہمانداری کے جمیع لوازمات مہیا نہیں کر سکتا اور نہ اس قدر اخراجات کو برداشت کر سکتا ہے اس لئے خود ہی فرمایا۔ یأتیک من کل فج عمیق - ان کے سامان بھی ساتھ ہی آئیں گے اور پھر انسان کثرت مخلوقات سے گھبرا جاتا ہے اور ان سے کج خلقی کر بیٹھتا ہے۔ اس لئے اس سے منع کیا کہ ان سے کج خلقی نہ کرنا اور پھر یہ بھی فرمایا کہ لوگوں کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جانا

اب آپ غور کریں کہ کیا یہ امر انسانی طاقت کے اندر ہے کہ پچیس تیس برس پہلے ایک واقعہ کی خبر دے اور وہ بھی اسی کے متعلق اور پھر اسی طرح پر وقوع بھی ہو جاوے۔ انسانی ہستی اور زندگی کا تو ایک منٹ کا بھی اعتبار نہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ دوسرا سانس آئیگا یا نہیں پھر ایسی خبر دینا یہ کیونکر اس کی طاقت اور قیاس میں آ سکتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ میں بالکل اکیلا تھا اور لوگوں سے ملنے سے بھی مجھے نفرت تھی اور چونکہ ایک وقت آنیوالا تھا کہ لاکھوں انسان میری طرف رجوع کریں اس لئے اس نصیحت کی ضرورت پڑی۔ لا تصعر لخلق الله ولا تسئم من الناس۔ اور پھر انہی دنوں میں یہ بھی فرمایا۔ انت منی بمنزلة توحیدی فحان ان تعان تعرف بین الناس۔ یعنے وہ وہ وقت آتا ہے کہ تیری مدد کی جاوے گی اور تو لوگوں کے درمیان شناخت کیا جاویگا۔ اسیطرح پر فارسی عربی اور انگریزی میں کثرت سے ایسے الہامات ہیں جو اس مضمون کو ظاہر کرتے ہیں۔

اب سوچنے کا مقام ہے ان لوگوں کے لئے جو خدا کا خوف رکھتے ہیں کہ اس قدر عرصہ دراز پیشتر ایک پیشگوئی کی گئی اور وہ کتاب میں چھپکر شائع ہوئی۔ براہین احمدیہ ایسی کتاب ہے جس کو دوست دشمن سب نے پڑھا۔ گورنمنٹ میں بھی اس کی کاپی بھیجی گئی۔ عیسائیوں ہندوؤں نے اُسے پڑھا۔ اس شہر میں بھی بہتوں کے پاس یہ کتاب ہوگی۔ وہ دیکھیں کہ اس میں درج ہے یا نہیں۔ پھر وہ مولوی (جو محض عداوت کی راہ سے مجھے دجال اور کذاب کہتے ہیں اور یہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی) شرم کریں اور بتائیں کہ اگر یہ پیشگوئی نہیں تو پھر اور پیشگوئی کس کو کہتے ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جس کا ریویو مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے کیا ہے چونکہ وہ میرے ہم سبق تھے اس لئے اکثر قادیان آیا کرتے تھے وہ خوب جانتے ہیں اور ایسا ہی قادیان - بٹالہ - امرتسر اور گردونواح کے لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ اس وقت میں بالکل اکیلا تھا اور کوئی مجھے جانتا نہ تھا۔ اور اس وقت کی حالت سے عند العقل بعید از قیاس معلوم ہوتا تھا کہ میرے جیسے ایک گمنام آدمی پر ایسا زمانہ آئیگا کہ لاکھوں آدمی اس کے ساتھ ہو جاویں گے میں سچ کہتا ہوں کہ میں اس وقت کچھ بھی نہ تھا۔ تنہا و بیکس تھا خود اللہ تعالیٰ نے مجھے اس زمانہ میں یہ دعا سکھلائی تھی رب لا تذرنی فردًا و انت خیر الوارثین۔ یہ دُعا اس لئے سکھائی کہ وہ پیار رکھتا ہے ان لوگوں سے جو دعا کرتے ہیں کیونکہ دُعا عبادت ہے اور اس نے فرمایا ہے ادعونی استجب لکم دعا کرو میں قبول کروں گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغز اور مخ عبادت کا دعا ہی ہے اور دوسرا اشارہ اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کے پیرایہ میں سکھانا چاہتا ہے کہ تو اکیلا ہے اور ایک وقت آئیگا کہ تو اکیلا نہ رہیگا اور میں پکار کر کہتا ہوں کہ جیسا یہ دن روشن ہے (اس وقت آفتاب نکلا ہوا تھا ایڈیٹر) اسی طرح یہ پیشگوئی روشن ہے اور یہ امر واقعی ہے کہ میں اس وقت اکیلا تھا کون کھڑا ہو کر کہہ سکتا ہے کہ تیرے ساتھ جماعت تھی۔ مگر اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کے موافق اور اس پیشگوئی کے موافق جو اس نے ایک زمانہ پہلے خبر دی ایک کثیر جماعت میرے ساتھ کر دی ایسی حالت اور صورت میں اس عظیم الشان پیشگوئی کو کون جھٹلا سکتا ہے پھر جبکہ اسی کتاب میں یہ پیشگوئی بھی موجود ہے کہ لوگ خطرناک طور پر مخالفت کریں گے اور اس جماعت کو روکنے کے لئے ہر قسم کی کوششیں کرینگے مگر میں سب کو نامراد کروں گا۔

پھر براہین احمدیہ میں یہ بھی پیشگوئی کی گئی تھی کہ جب تک پاک پلید میں فرق نہ کر لوں گا نہیں چھوڑوں گا

ان واقعات کو پیش کر کے ان لوگوں کو مخاطب نہیں کرتا جن کے دلوں میں خدا کا خوف نہیں اور جو گویا یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ مرنا ہی نہیں اور خدا تعالیٰ کی کلام میں تحریف کرتے ہیں بلکہ میں ان لوگوں کو مخاطب کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ مرنا ہے اور موت کے دروازے قریب ہو رہے ہیں اس لئے کہ خدا سے ڈرنے والا ایسا گستاخ نہیں ہو سکتا۔ وہ غور کریں کہ کیا پچیس برس پیشتر ایسی پیشگوئی کرنا انسانی طاقت اور قیاس کا نتیجہ ہو سکتا ہے پھر ایسی حالت میں کہ کوئی اسے جانتا بھی نہ ہو اور ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی ہو کہ لوگ مخالفت کریں گے مگر وہ نامراد رہیں گے۔ مخالفوں کے نامراد رہنے اور اپنے بامراد ہو جانے کی پیشگوئی کرنا ایک خارق عادت امر ہے اگر اس کے ماننے میں کوئی شک ہے تو پھر نظیر پیش کرو۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ حضرت آدم سے لے کر اس وقت تک کسی مفتری کی نظیر دو جس نے پچیس برس پیشتر اپنے گمنامی کی حالت میں ایسی پیشگوئیاں کی ہوں اور وہ یوں روز روشن کی طرح پوری ہو گئی ہوں۔ اگر کوئی شخص ایسی نظیر پیش کر دے تو یقیناً یاد رکھو کہ یہ سارا سلسلہ اور کاروبار باطل ہو جاوے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے کاروبار کو کون باطل کر سکتا ہے یونہی تکذیب کرنا اور بلا وجہ معقول انکار اور استہزا یہ حرام زادے کا کام ہے کوئی حلال زادہ ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔

میں اپنی سچائی کو اسی پر حصر کر سکتا ہوں اگر تم میں کوئی سلیم عقل رکھتا ہو خوب یاد رکھو کہ پیشگوئی کبھی رد نہیں ہو سکتی جب تک اس کی نظیر پیش نہ کی جاوے میں پھر کہتا ہوں کہ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ میں موجود ہے جس کا ریویو مولوی ابو سعید نے لکھا ہے اسی شہر میں مولوی محمد حسن اور منشی محمد عمر وغیرہم کے پاس ہوگی۔ اس کا نسخہ مکہ - مدینہ - بخارا تک پہنچا گورنمنٹ کے پاس اس کی کاپی بھیجی گئی ہندوؤں - مسلمانوں - عیسائیوں برہموؤں نے اسے پڑھا اور کوئی گمنام کتاب نہیں بلکہ وہ شہرت یافتہ کتاب ہے کوئی پڑھا لکھا آدمی جو مذہبی مذاق رکھتا ہے

اس سے بے خبر نہین ہے۔ پھر اس کتاب مین یہ پیشگوئی لکھی ہوئی موجود ہے۔ کہ ایک دنیا تیرے ساتھ ہو جاوے گی دنیا مین تجھے شہرت دونگا۔ تیرے مخالفون کو نامراد رکھونگا اب بتاؤ کہ کیا یہ کام کسی مفتری کا ہو سکتا ہے؟ اگر تم یہی فیصلہ دیتے ہو۔ کہ ہان یہ مفتری کا کام ہو سکتا ہے۔ تو پھر اس کے لئے نظیر پیش کرو۔ اگر نظیر دکھا دو۔ تو مین تسلیم کرونگا۔ کہ مین جھوٹا ہون۔ مگر کوئی نہین جو اس کی نظیر دکھا سکے۔ اور اگر تم اس کی نظیر نہ پیش کر سکو۔ اور یقیناً نہین کر سکو گے۔ تو پھر مین تمہین یہی کہتا ہون۔ کہ

خدا سے ڈرو اور تکذیب سے باز آؤ

یاد رکھو۔ خدا تعالےٰ کے نشانات کو بدون کسی سند کے رد کرنا دانشمندی نہین اور نہ اس کا انجام کبھی بابرکت ہوا ہے؟ مین تو کسی کی تکذیب یا تکفیر کی پروا نہیں کرتا اور نہ ان حملوں سے ڈرتا ہون۔ جو مجھ پر کئے جاتے ہین۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے آپ ہی مجھے قبل از وقت بتا دیا تھا۔ کہ تکذیب اور تکفیر ہوگی اور خطرناک مخالفت یہ لوگ کرینگے۔ مگر کچھ بگاڑ نہ سکینگے کیا مجھ سے پیشتر راستبازون اور خدا کے مامورون کو رد نہین کیا گیا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرعون اور فرعونیون نے حضرت مسیح علیہ السلام پر فقیہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین مکہ نے کیا کیا حملے نہین کئے۔ مگر ان حملوں کا انجام کیا ہوا؟ ان مخالفون نے ان نشانات کے مقابلہ مین کبھی کوئی نظیر پیش کی؟ کبھی نہین۔ نظیر پیش کرنے سے تو ہمیشہ عاجز رہے۔ ہان زبانین چلتی تھین۔ اس لئے وہ کذاب کہتے رہے اسی طرح پر یہان بھی جب عاجز آ گئے۔ تو اور تو کچھ نہ پیش گئی۔ دجال۔ کذاب کہدیا۔ مگر ان منہ کی پھونکون سے کیا یہ خدا تعالےٰ کے نور بجھا دینگے؟ کبھی نہین بجھا سکتے۔

واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون

دوسرے خوارق اور نشانات کو وہ لوگ جو بدظنی کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہین کہدیتے ہین کہ شاید دست بازی ہو مگر پیشگوئی مین انہین کوئی عذر باقی نہین رہتا۔ اس لئے نشانات نبوت مین عظیم الشان نشان اور معجزہ پیشگوئیون کو قرار دیا گیا ہے۔ یہ امر توریت سے بھی ثابت ہے۔ اور قرآن مجید سے بھی۔ پیشگوئیون کے برابر کوئی معجزہ نہین۔ اس لئے خدا تعالےٰ کے مامورون کو ان کی پیشگوئیون سے شناخت کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے یہ نشان مقرر کر دیا ہے۔

لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول

یعنے اللہ تعالےٰ کے غیب کا کسی پر ظہور نہین ہوتا۔ مگر اللہ کے برگزیدہ رسولون پر ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رہے۔ کہ بعض پیشگوئیاں باریک اسرار اپنے اندر رکھتی ہین۔ اور دقیق امور کی وجہ سے ان لوگون کی سمجھ مین نہین آتی ہین۔ جو دور بین آنکھین نہین رکھتے اور موٹی موٹی باتون کو صرف سمجھ سکتے ہین۔ ایسی ہی پیشگوئیون پر عموماً تکذیب ہوتی ہے اور جلدباز اور شتاب کار کہہ اٹھتے ہین کہ وہ پوری نہین ہوئین اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ظنوا انہم قد کذبوا

ان پیشگوئیون مین لوگ شبہات پیدا کرتے ہین۔ مگر فی الحقیقت وہ پیشگوئیان خدا تعالےٰ کے ارادون کے ماتحت پوری ہو جاتی ہین۔ تاہم اگر وہ سمجھ مین بھی نہ آئین۔ تو مومن اور خدا ترس انسان کا کام یہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ان پیشگوئیون پر نظر کرے۔ جن مین دقائق نہین۔ یعنے جو موٹی موٹی پیشگوئیان ہین۔ پھر دیکھے۔ کہ وہ کس قدر تعداد مین پوری ہو چکی ہین۔ یونہی منہ سے انکار کر دینا تقوےٰ کے خلاف ہے۔ دیانت اور خدا ترسی سے ان پیشگوئیون کو دیکھنا چاہیئے۔ جو پوری ہو چکی ہین مگر جلد بازون کا منہ کون بند کرے۔ اس قسم کے امور حضرت موسےٰ حضرت عیسےٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیش آئے۔ پھر اگر یہ امر مجھے بھی پیش آوے۔ تو تعجب نہین بلکہ ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ سنت اللہ یہی تھی۔

مین کہتا ہون کہ مومن کے لئے تو ایک شہادت بھی کافی ہے اسی سے اس کا دل کانپ جاتا ہے مگر یہان تو ایک نہین صدہا نشان موجود ہین بلکہ مین دعوےٰ سے کہتا ہون کہ اس قدر ہین کہ انہین گن نہین سکتا۔

یہ شہادت تھوڑی نہین کہ دلون کو فتح کریگا۔ مکذبون کو موافق بنا لیگا۔ اگر کوئی خدا کا خوف کرے اور دل مین دیانت اور دور اندیشی سے سوچے۔ تو اسے بے اختیار ماننا پڑے گا۔ کہ یہ خدا کی طرف سے ہے

پھر یہ بھی ظاہر بات ہے کہ مخالف جب تک رد نہ کرے اور اس کی نظیر پیش نہ کرے

خدا کی حجت غالب ہے

اب خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ مین اسی خدا کا شکر کرتا ہون جس نے مجھے بھیجا ہے اور باوجود اس شر اور طوفان کے جو مجھ پر اٹھا اور جس کی جڑ اور ابتدا اسی شہر سے اٹھی اور پھر دلی تک پہنچی۔ مگر اس نے تمام طوفانون اور ابتلاؤن مین مجھے صحیح سالم اور کامیاب نکالا اور مجھے ایسی حالت مین اس شہر مین لایا کہ تین لاکھ سے زیادہ زن و مرد میرے مبایعین مین داخل ہین اور کوئی مہینہ نہین گذرتا جس مین دو ہزار۔ چار ہزار بعض اوقات پانچ پانچ ہزار اس سلسلہ مین داخل نہ ہوتے ہون پھر اس خدا نے ایسے وقت مین میری دستگیری کی کہ جب قوم ہی دشمن ہو گئی۔ جب کسی شخص کی دشمن اس قوم ہی ہو جاوے۔ تو وہ بڑا بے کس اور بڑا بے دست و پا ہوتا ہے۔ کیونکہ قوم ہی تو دست و پا اور جوارح ہوتی ہے۔ وہی اس کی مدد کرتی ہے دوسرے لوگ تو دشمن ہوتے ہی ہیں۔ کہ ہمارے مذہب پر حملہ کرتا ہے لیکن جب اپنی قوم بھی دشمن ہو۔ تو پھر بچ جانا اور کامیاب ہو جانا معمولی بات نہین بلکہ یہ ایک زبردست نشان ہے

مین نہایت افسوس اور درد دل سے یہ بات کہتا ہوں۔ کہ قوم نے میری مخالفت مین نہ صرف جلدی کی۔ بلکہ بہت بیدردی بھی کی۔ صرف ایک مسئلہ وفات مسیح کا اختلاف تھا۔ جس کو مین قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت صحابہ کے اجماع اور عقلی دلائل سے اور کتب سابقہ سے ثابت کرتا تھا اور کرتا ہون اور حنفی مذہب کے موافق نص حدیث۔ قیاس۔ دلائل شرعیہ میرے ساتھ تھین۔ مگر ان لوگوں نے قبل اس کے کہ وہ پورے طور پر مجھ سے پوچھ لیتے اور میرے دلائل کو سن لیتے اس مسئلہ کی مخالفت مین یہان تک غلو کیا کہ مجھے کافر ٹھہرایا گیا اور اس کے ساتھ اور بھی جو چاہا اور کہا اور میرے ذمہ لگایا۔

دیانت ، نکوکاری اور تقویٰ کا تقاضا ریہ تھا کہ پہلے مجھ سے پوچھ لیتے اگر مین قال اللہ اور قال الرسول سے تجاوز کرتا تو پھر بیشک انہیں اختیار اور حق تھا کہ وہ مجھے جو چاہتے کہتے

لیکن جبکہ مین ابتدا سے بیان کرتا آیا ہون کہ مین قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ذرا اِدھر اُدھر ہونا بے ایمانی سمجھتا ہون میرا عقیدہ یہی ہے جو اس کو ذرا بھی چھوڑیگا وہ جہنمی ہے ۔ پھر اس عقیدہ کو نہ صرف تقریرون مین بلکہ ساٹھ کے قریب اپنی تصنیفات مین بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور دن رات مجھے یہی خیال اور فکر رہتا ہے پھر اگر یہ مخالف خدا سے ڈرتے تو کیا ان کا فرض نہ تھا ۔ کہ جو مجھ سے پوچھتے کہ فلان بات خارج از اسلام کی ہے اس کی کیا وجہ ہے یا تم اس کا کیا جواب دیتے ہو مگر نہین اس کی ذرا بھی پروا نہین کی یہ اور کافر کہدیا ۔ مین نہایت تعجب سے ان کی اس حرکت کو دیکھتا ہون کیونکہ اول تو حیات وفات مسیح کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہین جو اسلام مین داخل ہونے کے لئے شرط ہو یہان بھی ہندو یا عیسائی مسلمان ہوتے ہین مگر بتاؤ کہ کیا اس سے یہ اقرار بھی لیتے ہو ؟ بجز اس کے کہ آمنت باللّٰہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والقدر خیرہ وشرہ من اللّٰہ تعالیٰ والبعث بعد الموت

جبکہ یہ مسئلہ اسلام کی جزو نہین پھر مجھ پر وفات مسیح کے اعلان سے اس قدر تشدد کیون کیا گیا ہے کہ یہ کافر ہین دجال ہین انکو مسلمانون کے قبرستان مین دفن نہ کیا جاوے ان کے مال لوٹ لینے جائز ہین ان کی عورتین گھرون مین بغیر نکاح رکھ لینا درست ہے ان کو قتل کرنا ثواب کا کام ہے وغیرہ وغیرہ ۔

ایک تو وہ زمانہ تھا کہ یہی مولوی شور مچاتے تھے ۔ کہ اگر ۹۹ وجوہ کفر کے ہون اور ایک وجہ اسلام کی ہو تب بھی کفر کا فتوےٰ نہ دینا چاہیئے ۔ اس کو مسلمان ہی کہو مگر اب کیا ہو گیا کیا مین اس سے بھی گیا گذرا ہو گیا ؟ کیا مین اور میری جماعت اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ نہین پڑہتی ؟ کیا مین نمازین نہین پڑہتا یا میرے مرید نہین پڑہتے کیا ہم رمضان کے روزے نہین رکھتے ؟ اور کیا ہم ان تمام عقائد کے پابند نہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی صورت مین تلقین کئے ہین مین سچ کہتا ہون اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ مین اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اسیطرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیئے ۔ مین ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا

ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہون اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں آپ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہین ہان یہ بھی سچ ہے کہ مین ہرگز یقین نہین کرتا کہ مسیح علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر گئے ہون اور اب تک زندہ قائم ہون اس لئے کہ اس مسئلہ کو مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین اور بے حرمتی ہوتی ہے مین ایک لحظہ کے لئے اس ہجو کو گوارا نہین کر سکتا سب کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ سال کی عمر مین وفات پائی اور مدینہ طیبہ مین آپ کا روضہ موجود ہے ہر سال وہان ہزارون لاکھون حاجی بھی جاتے ہین اب اگر مسیح علیہ السلام کی نسبت موت کا یقین کرنا یا موت کو ان کی طرف منسوب کرنا بے ادبی ہے تو پھر مین کہتا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ گستاخی اور بے ادبی کیون یقین کر لی جاتی ہے مگر تم بڑی خوشی سے کہدیتے ہو کہ آپ نے وفات پائی مولود خوان بڑے خوش الحان سے واقعات وفات کو ذکر کرتے ہین اور کفار کے مقابلہ مین بھی تم بڑی کشادہ پیشانی سے تسلیم کرتے ہو کہ آپ نے وفات پائی پھر مین نہین سمجھتا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات پر کیا پتھر پڑتا ہے کہ نیلی پیلی آنکھین کر لیتے ہو ؟ ہمین بھی رنج نہ ہوتا کہ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی وفات کا لفظ سنکر ایسے آنسو بہاتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ خاتم النبیین اور سرور عالم کی نسبت تو تم بڑی خوشی سے موت تسلیم کر لو ۔ اور اس شخص کی نسبت جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی کا تسمہ کھولنے ہی کے قابل نہین بتاتا زندہ یقین کرتے ہو اور اس کی نسبت موت کا لفظ منہ سے نکلا اور تمہین غضب آ جاتا ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب تک زندہ رہتے تو ہرج نہ تھا اسلئے کہ آپ وہ عظیم الشان ہدایت لیکر آئے تھے جس کی نظیر دنیا مین پائی نہین جاتی اور آپ نے وہ عملی حالتین دکھائین کہ آدم سے لیکر اسوقت تک کوئی ان کا نمونہ اور نظیر پیش نہین کر سکتا مین تم کو سچ سچ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی ضرورت جس قدر دنیا اور مسلمانون کو تھی اس قدر ضرورت مسیح کے وجود کی نہین تھی پھر آپکا وجود باجود وہ مبارک وجود ہے کہ جب آپ نے وفات پائی تو صحابہ کی یہ حالت تھی کہ وہ دیوانے ہو گئے یہانتک کہ حضرت عمر رضہ نے تلوار میان سے

نکال لی ۔ اور کہا کہ اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہیگا تو مین اس کا سر جدا کر دونگا ۔ اس جوش کی حالت مین اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو ایک خاص نور اور فراست عطا کی انہون نے سب کو اکٹھا کیا اور خطبہ پڑھا ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہین اور آپ سے پیشتر جسقدر رسول آئے وہ سب وفات پا چکے اب آپ غور کرین اور سوچکر بتائین کہ حضرت ابوبکر صدیق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ آیت کیون پڑھی تھی اور اس سے انکا کیا مقصد اور منشا رہتا اور یہ ایسی حالتیں کہ کل صحابہ موجود تھے مین یقیناً کہتا ہون اور آپ انکار نہین کر سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے صحابہ کے دل پر سخت صدمہ تھا اور اسکو بوقت اور قبل از وقت سمجھتے تھے وہ پسند نہین کر سکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سنین ایسی حالت اور صورتمین کہ حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ جیسا جلیل القدر صحابی اس جوش کی حالتمین ہو ۔ ان کا غصہ فرو نہین ہو سکتا کہ یہ آیت ان کی تسلی کا موجب ہوتی اگر انہین یہ معلوم ہوتا یا یہ یقین ہوتا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ ہین تو وہ تو زندہ ہی مرجاتے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تھے اور آپ کی حیات کے سوا کسی اور کی حیات کو گوارا ہی نہ کر سکتے تھے پھر کیونکر اپنی آنکھون کے سامنے آپکو وفات یافتہ دیکھتے اور مسیح کو زندہ یقین کرتے یعنے جب حضرت ابوبکر نے خطبہ پڑھا تو ان کا جوش فرد ہو گیا اسوقت صحابہ مدینہ کی گلیون مین آیت پڑھتے پھرتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ گویا یہ آیت آج ہی اتری ہے اس وقت حسان بن ثابت نے ایک مرثیہ لکھا جس مین انہون نے کہا ۔

کنت السواد لناظری ۔ فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت ۔ فعلیک کنت احاذر

چونکہ مذکورہ بالا آیت نے بتا دیا تھا کہ سب مر گئے اس لئے حسان نے کہدیا کہ اب کسی کی موت کی پروا نہین یقیناً سمجھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین کسیکی زندگی صحابہ پر سخت شاق تھی اور وہ انکو گوارا نہین کر سکتے تھے ۔ اس طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ پہلا اجماع تھا جو دنیا مین ہوا اور اس مین حضرت مسیح کی وفات کا بھی کلی فیصلہ ہو چکا تھا ۔ مین بار بار اس امر میں اس لئے زور دیتا ہوں کہ یہ دلیل بڑی زبردست دلیل ہے جس سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کوئی معمولی اور چھوٹا امر نہ تھا جس کا صدمہ صحابہ کو نہوا ہو ۔

ایک گاؤن کا نمبردار یا محلہ دار اگر کوئی عمدہ آدمی مرجاوے تو گھروالوں۔ یا محلہ والوں یا دیہات والوں کو صدمہ ہوتا ہے۔ پھر وہ نبی جو کل دنیا کے لئے آیا تھا اور رحمۃ للعالمین ہو کر آیا تھا۔ جیساکہ قرآن مجید مین آیا ہے۔

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعلمین اور پھر دوسری جگہ فرمایا۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ پھر وہ نبی جس نے صدق اور وفا کا نمونہ دکہایا اور وہ کمالات دکھائے۔ جن کی نظیر نظر نہین آتی وہ فوت ہوجاوے اس کے ان جان نثار متبعین پر اثر نہ پڑے جنہون نے اس کی خاطر جانین دینے سے دریغ نہ کیا جنہون نے وطن چھوڑا۔ خویش واقارب چھوڑے اور اس کے لئے ہر قسم کے مشکلات اور تکلیفون کو اپنے لئے راحت جان سمجھا۔ ایک ذرا سے فکر اور توجہ سے یہ بات سمجھ مین اسکتی ہے کہ جس قدر بھی دُکھ اور تکلیف انہین اس خیال سے ہوسکتی ہے اس کا اندازہ اور قیاس ہم نہین کرسکتے ان کی تسلی اور تسکین کا موجب یہی آیت تھی۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑہی۔ اللہ تعالیٰ انہین جزائے خیر دے کہ انہون نے ایسے نازک وقت مین صحابہ کو سنبھالا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض نادان اپنی جلدبازی یا شتاب کاری کی وجہ سے یہ کہدیتے ہین کہ یہ آیت تو بیشک حضرت ابوبکر رضٰ نے پڑہی لیکن حضرت عیسےٰ علیہ السلام اس سے باہر رہ جاتے ہین۔ مین نہین جانتا کہ ایسے نادانون کو کیا کہون وہ باوجود مولوی کہلانے کے ایسی بیہودہ باتین پیش کر دیتے ہین وہ نہین بتلاتے کہ اس آیت مین وہ کونسا لفظ ہے۔ جو حضرت عیسےٰ کو الگ کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے تو کوئی امر قابل بحث چھوڑا ہی نہین۔ قد خلت کے معنے خود ہی کر دئے۔ افان مات او قتل اگر کوئی تیسری شق بھی اس کے سوا ہوتی تو کیون نہ کہدیتا۔ او رفع بجسدہ العنصری الی السماء کیا خدا تعالیٰ اس کو بھول گیا تھا جو یہ یاد دلاتے ہین۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔

اگر صرف یہ ہی آیت ہوتی تب بھی کافی تھی مگر مین کہتا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو انہین ایسی محبوب اور پیاری تھی کہ اب تک آپ کی وفات کا ذکر کر کے یہ لوگ بھی روتے ہین۔ پھر صحابہؓ کے لئے تو اور بھی درد اور رقت اس وقت پیدا ہوگئی تھی۔ میرے نزدیک مومن وہی ہوتا ہے جو آپ کی اتباع کرتا ہے اور وہی کسی مقام پر پہونچتا ہے۔ جیساکہ خود خدا تعالےٰ نے فرمادیا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

یعنے کہدو کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کو محبت کرتے ہو۔ تو میری اتباع کرو تاکہ اللہ تمہین اپنا محبوب بنالے۔ اب محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ محبوب کے فعل کے ساتھ خاص موانست ہو اور مرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے آپ نے مر کر دکھا دیا پھر کون ہے جو زندہ رہے یا زندہ رہنے کی آرزو کرے یا کسی اور کے لئے تجویز کرے کہ وہ زندہ ہے۔

محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ آپ کی اتباع مین ایسا گم ہو کہ اپنے جذبات نفس کو تھام لے اور یہ سوچے کہ مین کس کی امت ہون ایسی صورت مین جو شخص حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ ابتک زندہ ہین وہ کیونکر آپ کی محبت اور اتباع کا دعویٰ کرسکتا ہے؟ اس لئے کہ آپ کی نسبت وہ گوارا کرتا ہے کہ مسیح کو افضل قرار دیا جاوے اور آپ کو مردہ کہا جاوے مگر مسیح کے لئے وہ پسند کرتا ہے کہ زندہ یقین کیا جاوے۔

مین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہتے تو ایک فرد بھی کافر نہ رہتا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی زندگی نے کیا نتیجہ دکہایا؟ بجز اس کے چالیس کروڑ عیسائی ہین غور کر کے دیکھو کہ کیا تم نے اس زندگی کے اعتقاد کو آزما نہین لیا؟ اور نتیجہ خطرناک نہین ہوا مسلمانون کی کسی ایک قوم کا نام لو۔ جس مین سے کوئی عیسائی نہ ہوا ہو مگر مین یقیناً کہہ سکتا ہون اور یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر طبقہ کے مسلمان عیسائی ہوچکے ہین۔ اور ایک لاکھ سے بھی ان کی تعداد زیادہ ہوگی۔ عیسائیون کے ہاتھ مین مسلمانون کو عیسائی بنانے کے واسطے ایک ہی ہتھیار ہے اور وہ یہی زندگی کا مسئلہ ہے۔ وہ کہتے ہین کہ یہ خصوصیت کسی دوسرے مین ثابت کرو۔ اگر وہ خدا نہین تو پھر کیون اسے یہ خصوصیت دیگئی۔ وہ حی و قیوم ہے (نعوذ باللہ من ذٰلک) اس حیات کے مسئلہ نے ان کو دلیر کر دیا اور انہون نے مسلمانو نپر وہ حملہ کیا جس کا نتیجہ مین تمہین بتا چکا ہون اب اس کے مقابل پر اگر تم پادریو نپر یہ ثابت کر دو کہ مسیح مر گیا ہے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ مین نے بہت بڑے بڑے پادریون سے پوچھا ہے انھون نے کہا ہے کہ اگر یہ ثابت ہوجاوے کہ مسیح مرگیا ہے تو ہمارا مذہب زندہ نہین رہ سکتا۔* ایک اور غور طلب بات ہے کہ مسیح کی زندگی کے اعتقاد کا تو آپ لوگون نے تجربہ کیا۔ اب ذرا اس کی موت کا بھی تجربہ کرو۔ اور دیکھو کہ عیسائی مذہب پر اس اعتقاد سے کیا زد پڑتی ہے جہان کوئی میرا مرید عیسائیون سے اس مضمون پر گفتگو کرنے کو کھڑا ہوتا ہے وہ فوراً انکار کر دیتے ہین۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہین کہ اس راہ سے ان کی ہلاکت قریب ہے موت کے مسئلہ سے نہ ان کا کفارہ ثابت ہوسکتا ہے اور نہ ان کی الوہیت اور ابنیت۔ پس اس مسئلہ کا تھوڑے دنون تک تجربہ کرو پھر خود حقیقت کھل جاوے گی۔ سنو قرآن شریف اور احادیث مین یہ وعدہ تھا کہ اسلام پھیل جاوے گا اور دوسرے ادیان پر غالب آجاوے گا اور کسر صلیب ہوگا اب غور طلب امر یہ ہے کہ دنیا تو جائے اسباب ہے۔ ایک شخص بیمار ہو تو اس مین تو شک نہین کہ شفا تو اللہ تعالےٰ ہی دیتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ادویات مین خواص بھی اُسی نے رکھدئے ہین جب کوئی دوا دی جاتی ہے۔ تو وہ فایدہ کرتی ہے۔ پیاس لگتی ہے تو اس کے بجھانے والا تو خدا ہے مگر اُس کے لئے پانی بھی اسی نے مقرر کیا ہے اسیطرح پر بھوک لگتی ہے تو اس کو دور کرنے والا تو وہی ہے مگر غذا بھی اُسی نے مقرر کی ہے۔ اسی طرح پر غلبہ اسلام اور کسر صلیب تو ہوگا۔ جو اس نے مقدر کیا ہے لیکن اس کے لئے اُس نے اسباب مقرر کئے ہین اور ایک قانون مقرر کیا ہے چنانچہ بالاتفاق یہ امر قرآن مجید اور احادیث کی بنا پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ

---

*۔ فٹ نوٹ۔ مین نے امرتسر مین پادری فتح مسیح صاحب سے ایک مرتبہ وفات مسیح کے مسئلہ پر گفتگو کی ان ایام مین خانیار (کشمیر) کی قبر یوز آسف کی تحقیقات ہو رہی تھی مین نے پادری فتح مسیح صاحب سے سوال کیا کہ اگر یوز آسف کی قبر مسیح کی ہی قبر ثابت ہو (جو ہمارے علم ویقین مین واقعی ہے) تو آپ بتائین کہ پھر عیسائی مذہب مین کچھ جان رہ سکتی ہے پادری فتح مسیح نے اس کا جوابدیا کہ یہ خیالی بات ہے اور غلط۔ مین نے پھر اصرار کیا کہ فرض کرلو کہ یہ قبر وہی ہے تو پھر بتاؤ کہ کیا باقی رہا اس نے کہا کہ اگر یہ ثابت ہوجاوے تو اس مین کچھ بھی شک نہین پھر عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہین رہ سکتا اور وہ محض باطل ثابت ہوگا ایسا ہی ایک مرتبہ ڈاکٹر نصیر الدین صاحب سے (جو اب خدا کے فضل سے مسلمان ہین) جب وہ عیسائی تھے مینے یہی سوال کیا تو انہون نے بڑی ایچ پیچ کے بعد بھی اقرار کیا۔ اصل تو یہ ہے کہ اس اقرار کے بغیر چارہ ہی نہین رہتا۔

آخری زمانہ مین جب عیسائیت کا غلبہ ہوگا اسوقت مسیح موعود کے ہاتھ پر اسلام کا غلبہ ہوگا اور وہ کل ادیان اور ملتون پر اسلام کو غالب کرکے دکھا دیگا اور دجّال کو قتل کریگا اور صلیب کو توڑیگا اور وہ زمانہ آخری زمانہ ہوگا نواب صدیق حسن خان اور دوسرے بزرگوں نے جنہون نے آخری زمانہ کے متعلق کتابین لکھی ہین اُنھون نے بھی اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ اب اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے بھی تو کوئی سبب اور ذریعہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ وہ اسباب سے کام لیتا ہے زندگی جیسے شفا دیتا ہے اور غذیہ زندگی پانی جیسے ہو کہ پیاس کو دور کرتا ہے۔ اسی طرح اب جبکہ عیسائی مذہب کا غلبہ ہوگیا۔ اور ہر طبقہ کے مسلمان اس گروہ مین داخل ہو چکے ہین۔ اللہ تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اسلام کو اپنے وعدہ کے موافق غالب کرے۔ اس کے لئے بہرحال کوئی ذریعہ اور سبب ہوگا اور وہ یہی **موت مسیح کا حربہ ہے** اس حربہ سے صلیبی مذہب پر موت وارد ہوگی اور ان کی کمرین ٹوٹ جاوینگی۔ مین سچ کہتا ہون کہ اب عیسائی غلطیون کے دور کرنے کے لئے اس سے بڑھکر کیا سبب ہوسکتا ہے کہ مسیح کی وفات ثابت کی جاوے۔ اپنے گھرون مین اس امر پر غور کرین اور تنہائی مین بسترون مین لیٹ کر سوچین۔ مخالفت کیحالت مین تو جوش آتا ہے۔ سعید الفطرت آدمی پھر سوچ لیتا ہے۔ دہلی مین جب مین نے تقریر کی تھی۔ تو سعید الفطرت انسانون نے تسلیم کرلیا اور وہین بول اُٹھے۔ کہ بیشک حضرت عیسیٰ کی پرستش کا ستون ان کی زندگی ہے۔ جب تک یہ نہ ٹوٹے اسلام کے لئے دروازہ نہین کھلتا بلکہ عیسائیت کو اس سے مدد ملتی ہے۔ جان کی زندگی سے پیار کرتے ہین۔ اُنہین سوچنا چاہیئے۔ کہ دو گواہون کے ذریعہ سے پھانسی مل جاتی ہے مگر یہان اس قدر شواہد موجود ہین۔ اور وہ بدستور انکار کرتے جاتے ہین۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے۔ یعیسیٰ انّی متوفیک ورافعک الیّ۔ اور پھر حضرت مسیح کا اپنا اقرار اسی قرآن مجید مین موجود ہے۔ فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم اور توفی کے معنے موت بھی قرآن مجید ہی سے ثابت ہے کیونکہ یہی لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی آیا ہے۔ جیساکہ فرمایا۔ وامّا نرینّک بعض الذی نعدھم او نتوفینک۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلمّا توفیتنی کہا ہے جس کے معنے موت ہی ہین اور ایسا ہی حضرت یوسف اور دوسرے لوگون کے لئے بھی یہی لفظ آیا ہے۔ پھر ایسی صورتمین اسکے کوئی اور معنے کیونکر ہوسکتے ہین؟ یہ بڑی زبردست شہادت مسیح کی وفات پر ہے۔ اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات مین حضرت عیسےٰ کو مُردوں مین دیکھا۔ حدیث معراج کا تو کوئی انکار نہین کرسکتا اسے کہولکر دیکھہ لو کہ کیا اس مین حضرت عیسےٰ کا ذکر مُردون کے ساتھ آیا ہے یا کسی اور رنگ مین جیسے آپ نے حضرت ابراہیم اور موسےٰ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو دیکھا۔ اسی طرح حضرت عیسےٰ کو دیکھا۔ ان مین کوئی خصوصیت اور امتیاز نہ تہا اس بات سے تو کوئی انکار نہین کرسکتا کہ حضرت موسےٰ اور ابراہیم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام وفات پاچکے ہین اور قابض الارواح نے ان کو دوسرے عالم مین پہونچادیا ہے پھر اُن مین ایک شخص زندہ بجسدہ العنصری کیسے چلاگیا۔ یہ شہادتین تہوڑی نہین ہین ایک سچّے مسلمان کے لئے کافی ہین۔ پھر دوسری احادیث مین ان سب امور پر ایک جائی نظر کرنے کے بعد یہ امر تقویٰ کے خلاف تہا کہ جھٹ پٹ یہ فیصلہ کردیاجاتا کہ مسیح زندہ آسمان پر چلاگیا ہے اور پھر اس کی کوئی نظیر بھی نہین عقل بھی یہی تجویز کرتی تہی۔ مگر افسوس ان لوگون نے ذرا بھی خیال نہ کیا اور خدا ترسی سے کام نہ لے فوراً مجھے **دجّال** کہدیا۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ کیا یہ تہوڑی سی بات تھی؟ افسوس!

پھر جب کوئی عذر نہین بن سکتا تو کہتے ہین درمیانی زمانہ مین اجماع ہوچکا۔ مین کہتا ہون کب؟ اصل اجماع تو صحابہ کا اجماع تھا۔ اگر اس کے بعد اجماع ہوا ہے تو اب ان مختلف فرقون کو تو اکٹھا کرکے دکھاؤ مین سچ کہتا ہون کہ یہ بالکل غلط بات ہے۔ مسیح کی زندگی پر کبھی اجماع نہین ہوا۔ انہون نے کتابون کو نہین پڑہا ورنہ انہین معلوم ہوجاتا کہ صوفی موت کے قایل ہین اور وہ ان کی دوبارہ آمد بروزی رنگ مین مانتے ہین غرض جیسے مین نے اللہ تعالےٰ کی حمد کی ہے ویسے ہی مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہون کہ آپ ہی کے لئے اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کو قایم کیا ہے۔ اور آپ ہی کے فیضان اور برکات کا نتیجہ ہے جو یہ نصرتین ہو رہی ہین۔ مین کہولکر کہتا ہون اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور نقش قدم پر چلنے کے بغیر انسان کوئی روحانی فیض اور فضل حاصل نہین کرسکتا۔

پھر اس کے ساتھ ہی ایک اور امر قابل ذکر ہے اگر مین اس کا بیان نہ کرون تو ناشکری ہوگی اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمکو ایسی سلطنت اور حکومت مین پیدا کیا ہے جو ہر طرح سے امن دیتی ہے اور جس نے ہمکو اپنے مذہب کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے پوری آزادی دی ہے اور ہر قسم کے سامان اس مبارک عہد مین ہمین میسر آئے ہین اس سے بڑھکر اور کیا آزادی ہوگی۔ کہ ہم عیسائی مذہب کی تردید اور وشیوع سے کرتے ہین اور کوئی نہین پوچھتا مگر اس سے پہلے ایک زمانہ تہا۔ اس زمانہ کے دیکھنے والے بھی ابتک موجود ہین۔ اسوقت یہ حالت تہی کہ کوئی مسلمان اپنی مسجدون مین اذان تک نہین کہہ سکتا تہا اور باقوز کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اور حلال چیزون کے کہانے سے روکا جاتا تہا۔ کوئی باقاعدہ تحقیقات نہ ہوتی تہی مگر یہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ہم ایک ایسی سلطنت کے نیچے ہین جو ان تمام عیوب سے پاک ہے مین نے سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے جس کو مذاہب کے اختلاف سے کوئی اعتراض نہین اور جس کا قانون ہے کہ ہر اہل مذہب آزادی سے اپنے مذہبی فرض ادا کرے چونکہ اللہ تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ہماری تبلیغ ہر جگہ پہنچ جاوے اسلئے اس نے ہمکو اس سلطنت مین پیدا کیا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوشیروان کے عہد سلطنت پر فخر کرتے تھے اسی طرح ہمکو اس سلطنت پر فخر ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ مامور چونکہ عدل اور راستی لاتا ہے اس لئے اس سے پہلے کہ وہ مامور ہوکر آئے عدل اور راستی کا اجرا ہونے لگتا ہے مین یقین رکھتا ہون کہ اس رومی سلطنت سے جو مسیح علیہ السلام کے زمانہ مین تھی۔ یہ سلطنت مراتب اولیٰ اور افضل ہے اگرچہ اس کا اور اسکا قانون ملتا جلتا ہے۔ لیکن انصاف یہی ہے کہ اس سلطنت کے قوانین کسی سے دبے ہوئے نہین ہین اور مقابلہ سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوگا کہ رومی سلطنت مین وحشیانہ حصہ ضرور پایا جاوے گا یہ لیکن بزدلی تہی کہ یہودیون کے خوف سے خدا کے پاک اور برگزیدہ بندے مسیح کو حوالات مین دیاگیا اور اس قسم کا مقدمہ مجھہ پر بھی ہوا تہا۔ مسیح علیہ السلام کے برخلاف تو یہودیون نے مقدمہ کیا تہا۔ مگر اس سلطنت مین میرے خلاف جس نے

مقدمہ کیا وہ ایک معزز پادری تھا اور ڈاکٹر بھی تھا یعنے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک تھا۔ جس نے مجھ پر اقدام قتل کا مقدمہ بنایا اور اس نے شہادت پوری بہم پہونچائی یہاں تک کہ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی بھی جو اس سلسلہ کا سخت دشمن ہے شہادت دینے کے واسطے عدالت میں آیا اور جہاں تک اس سے ہو سکا اس نے میرے خلاف شہادت دی اور پورے طور پر مقدمہ میرے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی یہ مقدمہ کپتان ڈگلس ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے اجلاس میں تھا جو شاید اب شملہ میں ہیں۔ ان کے روبرو پورے طور پر مقدمہ مرتب ہو گیا اور تمام شہادتیں میرے خلاف بڑے زور و شور سے دی گئیں ایسی حالت اور صورت میں کوئی قانون دان اہل الرائے بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ میں بری ہو سکتا ہوں۔ تقاضائے وقت اور صورتیں ایسی واقع ہو چکی تھیں کہ مجھے سشن سپرد کیا جاتا اور وہاں سے پھانسی کا حکم ملتا یا عبور دریائے شور کی سزا دی جاتی مگر خدا تعالیٰ نے جیسے مقدمہ سے پہلے مجھے اطلاع دی تھی اسی طرح یہ بھی قبل از وقت ظاہر کر دیا تھا کہ میں اس میں بری ہوں گا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی میری جماعت کے ایک گروہ کثیر کو معلوم تھی۔ غرض جب مقدمہ اس مرحلہ پر پہونچا اور دشمنوں اور مخالفوں کا یہ خیال ہو گیا کہ اب مجھے مجسٹریٹ سشن سپرد کر لگا اس موقعہ پر اس نے کپتان پولیس سے کہا کہ میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ یہ مقدمہ بناوٹی ہے۔ میرا دل اس کو نہیں مانتا کہ فی الواقعہ ایسی کوشش کی گئی ہو اور انہوں نے ڈاکٹر کلارک کے قتل کے لئے آدمی بھیجا ہو آپ اس کی پھر تفتیش کریں یہ وہ وقت تھا کہ میری مخالفت میرے خلاف ہر قسم کے منصوبوں میں ہی لگے ہوئے تھے بلکہ وہ لوگ جن کو تبلیت مباحثہ کے دعوی تھے وہ مصافحہ میں لگے ہوئے تھے اور رو رو کر دعائیں کرتے تھے کہ میں سزایاب ہو جاؤں مگر خدا تعالیٰ کا مقابلہ کون کر سکتا ہے میں نے سنا ہے کہ کپتان ڈگلس صاحب کے پاس بعض سفارشیں بھی آئیں مگر وہ ایک انصاف پسند مجسٹریٹ تھا اس نے کہا کہ ہم سے ایسی بد ذاتی نہیں ہو سکتی غرض جب مقدمہ دوبارہ تفتیش کے لئے کپتان لیمارچنڈ کے سپرد کیا گیا تو کپتان صاحب نے عبد الحمید کو بلایا اور اس کو کہا کہ تو سچ سچ بیان کر۔ عبد الحمید نے اس پر بھی وہی قصہ جو اس نے صاحب ڈپٹی کمشنر کے روبرو بیان کیا تھا دوہرایا

اس کو پہلے سے یہ کہا گیا تھا کہ اگر ذرا بھی خلاف بیانی ہوگی تو تو پکڑا جاویگا اسلیئے وہ وہی کہتا گیا مگر کپتان صاحب نے اسکو کہا کہ تو تو پہلے یہی بیان کر چکا ہے۔ صاحب اس سے تسلی نہیں پاتے کیونکہ تو تو سچ سچ بیان نہیں کرتا جب دوبارہ کپتان لیمارچنڈ نے اس کو کہا تو وہ روتا ہوا اُن کے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ مجھے بچالو۔ کپتان صاحب نے اس کو تسلی دی اور کہا کہ ہاں بیان کرو۔ اس پر اس نے اصلیت کھولدی اور صاف اقرار کیا کہ مجھے دھمکا کر یہ بیان کرایا گیا تھا۔ مجھے ہرگز ہرگز مرزا صاحب نے قتل کے لئے نہیں بھیجا۔ کپتان اس بیان کو سنکر بہت خوش ہوا اور اس نے ڈپٹی کمشنر کو تار دیا کہ ہم نے مقدمہ نکال لیا ہے چنانچہ پھر گورداسپور کے مقام پر یہ مقدمہ پیش ہوا اور وہاں کپتان لیمارچنڈ کو حلف دیا گیا اور اس نے اپنا حلفی بیان لکھوایا۔ میں دیکھتا تھا کہ ڈپٹی کمشنر اصلیت کے کھل جانے سے بڑا خوش تھا اور ان عیسائیوں پر اُسے سخت غصہ تھا جنھوں نے میرے خلاف جھوٹی گواہیاں دی تھیں۔ اس نے مجھے کہا کہ آپ ان عیسائیوں پر مقدمہ کر سکتے ہیں مگر چونکہ میں مقدمہ بازی سے متنفر ہوں میں نے یہی کہا کہ میں مقدمہ نہیں کرنا چاہتا میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔ اُسپر اُسیوقت ڈگلس صاحب نے فیصلہ لکھا۔ ایک مجمع کثیر اُس دن جمع ہو گیا ہوا تھا اس نے فیصلہ سناتے وقت مجھے کہا کہ آپ کو مبارک ہو کہ آپ بری ہوئے اب بتاؤ کہ یہ کیسی خوبی اس سلطنت کی ہے کہ عدل اور انصاف کے لئے نہ اپنے مذہب کے ایک سرگروہ کی پروا کی اور نہ کسی اور بات کی۔

میں دیکھتا تھا کہ اس وقت میرے دشمن تو ایک دنیا تھی اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب دنیا دکھ دینے پر آتی ہے تو در و دیوار دشمنی کرتے ہیں خدا ہی ہوتا ہے جو اپنے صادق بندوں کو بچا لیتا ہے پھر مسٹر ڈوئی کے سامنے ایک مقدمہ ہوا۔ پھر ٹیکس کا مقدمہ مجھ پر بنایا گیا مگر ان تمام مقدمات میں خدا نے مجھے بری ٹھہرایا۔ پھر آخر کرم دین کا مقدمہ ہوا اس مقدمہ میں میری مخالفت میں سارا زور لگا گیا۔ اور یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ بس اب اس سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ در حقیقت یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا اور وہی اس کی تائید اور نصرت کیلئے کھڑا نہ ہوتا تو اس کے مٹنے میں کوئی شک و شبہ ہی نہ تھا اور ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کرم دین کی حمایت کی

گئی اور ہر طرح سے اس کو مدد دی گئی یہانتک کہ اس مقدمہ میں بعض نے مولوی کہلا کر میرے خلاف وہ گواہیاں دیں جو سراسر خلاف تھیں۔ اور یہاں تک بیان کیا کہ زانی ہو فاسق ہو فاجر ہو پھر وہ متقی ہوتا ہے یہ مقدمہ ایک لمبے عرصہ تک ہوتا رہا۔ اس اثنا میں بہت سے نشانات ظاہر ہوئے آخر مجسٹریٹ نے جو ہندو تھا۔ مجھ پر پانسو (۵۰۰) روپیہ جرمانہ کر دیا مگر خدا تعالیٰ نے پہلے سے یہ اطلاع دی ہوئی تھی کہ عدالت عالیہ نے اس کو بری کر دیا۔ اس لئے جب وہ اپیل ڈویژنل جج کے سامنے پیش ہوا۔ خداداد فراست سے انہوں نے فوراً ہی مقدمہ کی حقیقت کو سمجھ لیا اور قرار دیا کہ میں نے کرم دین کے حق میں جو لکھا تھا وہ بالکل درست تھا۔ یعنے مجھے اس کے لکھنے کا حق حاصل تھا۔ چنانچہ اس نے جو فیصلہ لکھا ہے وہ شائع ہو چکا ہے آخر مجھے اس نے بری ٹھہرایا اور جرمانہ واپس کیا اور ابتدائی عدالت کو بھی مناسب تنبیہ دی کہ کیوں اتنی دیر تک یہ مقدمہ رکھا گیا۔

غرض جب کوئی موقعہ میرے مخالفوں کو ملا ہے تو انہوں نے میرے کچل دینے اور ہلاک کر دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ہر آگ سے بچایا۔ اسی طرح جس طرح وہ اپنے رسولوں کو بچاتا آیا ہے میں ان واقعات کو مد نظر رکھکر بڑے زور سے کہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ بمراتب اس رومی گورنمنٹ سے بہتر ہے جس کے زمانہ میں مسیح کو دکھ دیا گیا۔ پلاطوس گورنر جس کے روبرو پہلے مقدمہ پیش ہوا۔ وہ دراصل مسیح کا مرید تھا اور اس کی بیوی بھی مرید تھی۔ اسی وجہ سے اس نے مسیح کے خون سے ہاتھ دھوئے مگر باوجود اس کے کہ وہ مرید تھا اور گورنر تھا اس نے اس جرأت سے کام نہیں لیا جو کپتان ڈگلس نے دکھائی۔ وہاں بھی مسیح بے گناہ تھا اور یہاں بھی میں بے گناہ تھا۔ میں سچ کہتا ہوں۔ اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو حق کے لئے ایک جرأت دی ہے پس میں اس جگہ تمام مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان پر فرض ہے کہ وہ سچے دل سے گورنمنٹ کی اطاعت کریں یہ بخوبی یاد رکھو جو شخص اپنے محسن انسان کا شکر گذار نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر نہیں کر سکتا جس قدر آسائش اور آرام اس زمانہ میں حاصل ہے اس کی نظیر نہیں ملسکتی۔ ریل۔ تار۔ ڈاک خانہ۔ پولیس وغیرہ کے انتظام دیکھو کہ کس قدر فوائد ان سے پہنچتے ہیں۔ آج سے ساٹھ ستر برس پہلے بتاؤ کیا ایسا آرام اور آسانی تھی؟ پھر خود ہی انصاف

کرو جب ہم پر ہزاروں احسان ہیں۔ تو ہم کیونکر شکر نہ کریں اکثر مسلمان مجھ پر حملہ کرتے ہیں۔ کہ تمہارے سلسلہ میں یہ عیب ہے کہ تم جہاد کو موقوف کرتے ہو۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ نادان اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں وہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرتے ہیں۔ آپ نے کبھی اشاعت مذہب کے لئے تلوار نہیں اٹھائی جب آپ پر اور آپ کی جماعت پر مخالفوں کے ظلم انتہا تک پہونچ گئے اور آپ کے مخلص خدام میں سے مردوں اور عورتوں کو شہید کر دیا گیا اور پھر مدینہ تک آپ کا تعاقب کیا گیا۔ اس وقت مقابلہ کا حکم ملا۔ آپ نے تلوار نہیں اٹھائی۔ مگر دشمنوں نے تلوار اٹھائی۔ بعض اوقات آپ کو ظالم طبع کفار نے سر سے پاؤں تک خون آلود کر دیا تھا۔ مگر آپ نے مقابلہ نہیں کیا۔ خوب یاد رکھو۔ کہ اگر تلوار اسلام کا فرض ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اٹھاتے مگر نہیں وہ تلوار جس کا ذکر ہے۔ وہ اس وقت اٹھی۔ جب موذی کفار نے مدینہ تک تعاقب کیا۔

اُس وقت مخالفین کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ مگر اب تلوار نہیں اور میرے خلاف جھوٹی مخبریوں اور فتووں سے کام لیا جاتا ہے اور اسلام کے خلاف صرف قلم سے کام لیا جاتا ہے۔ پھر قلم کا جواب تلوار سے دینے والا احمق اور ظالم ہوگا یا کچھ اور۔

اس بات کو کبھی مت بھولو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے حد سے گزرے ہوئے ظلم و ستم پر تلوار اٹھائی۔ اور وہ حفاظت خود اختیاری تھی۔ جو ہر مہذب گورنمنٹ کے قانون میں بھی جرم نہیں تعزیرات ہند میں بھی حفاظت خود اختیاری کو جایز رکھا ہے۔ اگر ایک چور گھر میں گھس آوے اور وہ حملہ کر کے مار ڈالنا چاہئے۔ اس وقت اس چور کو اپنے بچاؤ کے لئے مار ڈالنا جرم نہیں ہے۔

پس جب حالت یہاں تک پونچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار خدام شہید کر دئے گئے اور مسلمان ضعیف عورتوں تک کو نہایت سنگدلی اور بیحیائی کے ساتھ شہید کیا گیا تو کیا حق نہ تھا کہ ان کو سزا دیجاتی اس وقت اگر اللہ تعالیٰ کا یہ منشا ہوتا کہ اسلام کا نام و نشان نہ رہے تو البتہ یہ ہو سکتا تھا کہ تلوار کا نام نہ آتا۔ مگر وہ چاہتا تھا کہ اسلام دنیا میں پھیلے اور دنیا کی نجات کا ذریعہ ہو اس لئے اس وقت محض مدافعت کے لئے تلوار اٹھائی گئی میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اسلام کا اس وقت تلوار اٹھانا کسی قانون مذہب اور اخلاق کے رد سے قابل اعتراض نہیں ٹھہرتا۔ وہ لوگ جو ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کی تعلیم دیتے ہیں وہ بھی صبر نہیں کر سکتے اور جن کے ہاں کیڑے کا مارنا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے۔ وہ بھی نہیں کر سکتے پھر اسلام پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے میں یہ بھی کھول کر کہتا ہوں کہ جو جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے۔ وہ نبی معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افترا کرتے ہیں اور اسلام کی ہتک کرتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اس کے ثمرات انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان نشانات آپ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اسے پھیلایا ہے اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہو گئی ہیں بلکہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ اس لئے آپ کی تعلیمات اور ہدایات ہمیشہ اپنے ثمرات دیتی رہتی ہیں اور آیندہ جب اسلام ترقی کریگا تو اس کی یہی راہ ہوگی نہ کوئی اور۔ پس جب اسلام کی اشاعت کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی تو اسوقت ایسا خیال بھی کرنا گناہ ہے۔ کیونکہ اب تو سب کے سب امن سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کافی ذریعے اور سامان موجود ہیں مجھ بڑے ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عیسائیوں اور دوسرے معترضین نے اپنے اسلام پر حملہ کرتے وقت ہرگز ہرگز انسانیت پر غور نہیں کیا وہ دیکھتے کہ اس وقت تمام مخالف اسلام اور مسلمانوں کے استیصال کے درپے تھے اور سب کے سب ملکر اس کے خلاف منصوبے کرتے اور مسلمانوں کو دکھ دیتے تھے۔ ان دکھوں اور تکلیفوں کے مقابلہ میں اگر وہ اپنی جان نہ بچاتے تو کیا کرتے قرآن شریف میں یہ آیت موجود ہے

اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا

اس سے معلوم ہوتا ہے یہ حکم اس وقت دیا گیا جبکہ مسلمانوں پر ظلم کی حد ہوگئی تو انہیں مقابلہ کا حکم دیا۔ اس وقت کی یہ اجازت تھی دوسرے وقت کے لئے یہ حکم نہ تھا۔ چنانچہ مسیح موعود کے لئے یہ نشان قرار دیا گیا۔

یضع الحرب

اب یہ تو اس کی سچائی کا نشان ہے کہ وہ لڑائی نہ کریگا اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ اس زمانہ میں مخالفوں نے بھی مذہبی لڑائیاں چھوڑ دیں۔ ہاں اس مقابلہ نے ایک اور صورت اور رنگ اختیار کر لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ قلم سے کام لے کر اسلام پر اعتراض کر رہے ہیں۔ عیسائی ہیں ان کا ایک ایک پرچہ پچاس پچاس ہزار نکلتا ہے۔ اور ہر طرح کوشش کرتے ہیں کہ لوگ اسلام سے بیزار ہو جاویں۔ پس اس کے مقابلے کے لئے ہمیں قلم سے کام لینا چاہیئے یا تیر چلانے چاہیں۔ اس وقت تو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو اس سے بڑھکر احمق اور اسلام کا دشمن کون ہوگا۔ اس قسم کا نام لینا اسلام کو بدنام کرنا ہے یا کچھ اور۔ جب ہمارے مخالف اس قسم کی سعی نہیں کرتے حالانکہ وہ حق پر نہیں اور پھر کیسا تعجب اور افسوس ہوگا کہ ہم حق پر ہو کر تلوار کا نام لیں۔ اس وقت تم کسی کو تلوار دکھا کر کہو کہ مسلمان ہو جا ورنہ قتل کر دونگا پھر دیکھو نتیجہ کیا ہوگا۔ وہ پولیس میں گرفتار کرا کے تلوار کا مزا چکھا دیگا۔

یہ خیالات سراسر بیہودہ ہیں۔ ان کو دلوں سے نکال دینا چاہیئے۔ اب وقت آیا ہے کہ اسلام کا روشن اور درخشان چہرہ دکھایا جاوے یہ وہ زمانہ ہے کہ تمام اعتراضوں کو دور کر دیا جاوے اور جو اسلام کے نورانی چہرہ پر داغ لگایا گیا ہے۔ اسے دور کرکے دکھایا جاوے۔ میں یہ بھی افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے جو موقع خدا تعالےٰ نے دیا ہے۔ اور عیسائی مذہب کے اسلام میں داخل کرنے کے لئے جو راستہ کھولا گیا تھا۔ اسے ہی بری نظر سے دیکھا اور اس کا کفر کیا۔

میں نے اپنی تحریروں کے ذریعہ پوسٹ طور پر اس طریق کو چلانا چاہا ہے۔ جو اسلام کو کامیاب اور دوسرے مذاہب پر غالب کرنے والا ہو۔ میرے رسائل امریکہ اور یورپ میں جاتے ہیں۔ خداتعالیٰ نے اس قوم کو فراست دی ہے۔ انہوں نے اس خداداد فراست سے اس امر کو سمجھ لیا ہے لیکن جب آپ مسلمانوں کے سامنے میں اسے پیش کرتا ہوں تو اس کے منہ میں جھاگ آجاتی ہے۔ گویا وہ دیوانہ ہے۔ قتل کرنا چاہتا ہے حالانکہ قرآن شریف کی تعلیم تو یہی ہے۔ ادفع بالتی ہی احسن یہ تعلیم اس لئے تھی کہ اگر دشمن بھی ہو تو وہ اس نرمی اور حسن سلوک سے دوست بن جاوے۔ اور ان باتوں کو آرام اور سکون کے ساتھ سن لے۔ میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں وہ خوب جانتا ہے کہ میں مفتری نہیں کذاب نہیں اگر تم مجھے خداتعالیٰ کی قسم پر بھی اور ان نشانات کو بھی جو اس نے میری تائید میں ظاہر کئے دیکھ کر مجھے کذاب اور مفتری کہتے ہو تو پھر میں تمہیں خداتعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ کسی ایسے مفتری کی نظیر پیش کرو کہ باوجود اس کے کہ ہر روز افترا اور کذب وہ اللہ تعالیٰ پر کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی تائید اور نصرت کرتا جاوے۔ چاہئیے تو یہ تھا کہ اس کو ہلاک کرے مگر یہاں اس کے برخلاف معاملہ ہی ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں اس کی طرف سے آیا ہوں۔ مگر مجھے کذاب اور مفتری کہا جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ہر مقدمہ اور بلا میں جو قوم میرے خلاف پیدا کرتی ہے۔ مجھے نصرت دیتا ہے اور اس سے مجھے بچاتا ہے اور پھر ایسی نصرت کی کہ لاکھوں انسانوں کے دل میں میری محبت ڈال دی۔ میں اس پر اپنی سچائی کو حصر کرتا ہوں اگر تم کسی ایسے مفتری کا نشان دیدو کہ وہ کذاب ہو اور اس نے افترا کیا ہو اور پھر خداتعالیٰ نے اس کی ایسی نصرتیں کی ہوں اور اس قدر عرصہ تک اسے زندہ رکھا ہو اور اس کی مرادوں کو پورا کیا ہو دکھاؤ۔ یقیناً سمجھو کہ خدا کے مرسل ان نشانات اور تائیدات سے شناخت کئے جاتے ہیں جو خداتعالیٰ ان کے لئے دکھاتا اور ان کی نصرت کرتا ہے میں اپنے قول میں سچا ہوں اور خداتعالیٰ جو دلوں کو دیکھتا ہے وہ میرے دل کے حالات سے واقف اور خبردار ہے کیا تم اتنا بھی نہیں کہہ سکتے جو آل فرعون کے ایک آدمی نے کہا تھا۔ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم۔ کیا تم یقین نہیں کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ جھوٹوں کا سب سے زیادہ دشمن ہے تم سب ملکر جو مجھ پر حملہ کرو۔ خدا کا غضب اس سے کہیں بڑھکر ہوتا ہے۔ پھر اس کے غضب سے کون بچا سکتا ہے؟ یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وعید کی پیشگوئیاں بعض پوری کرینگے کل نہیں کہا اس میں حکمت کیا ہے حکمت یہی ہے کہ وعید کی پیشگوئیاں مشروط ہوتی ہیں۔ وہ توبہ۔ استغفار اور رجوع الی الحق سے بھی ٹل جایا کرتی ہیں پیشگوئی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وعدہ کی جیسے فرمایا

وعد اللہ الذین آمنوا منکم۔ اہل سنت مانتے ہیں کہ اس قسم کی پیشگوئیوں میں تخلف نہیں ہوتا کیونکہ خداتعالیٰ کریم ہے لیکن وعید کی پیشگوئیوں میں وہ ڈرا کر بخش بھی دیتا ہے۔ اس لئے کہ وہ رحیم ہے۔

بڑا نادان اور اسلام سے دور پڑا ہوا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ وعید کی سب پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں وہ قرآن کریم کو چھوڑتا ہے۔ اس لئے کہ قرآن شریف تو کہتا ہے۔ یصبکم بعض الذی یعدکم۔ افسوس ہے بہت سے لوگ مولوی کہلاتے ہیں۔ مگر انہیں نہ قرآن کی خبر ہے نہ حدیث کی نہ سنت انبیاء کی صرف بغض کی جھاگ ہوتی ہے۔ اس لئے وہ دھوکہ دیتے ہیں یاد رکھو۔ الکریم اذا وعد وفی۔ رحیم کا تقاضا یہی ہے کہ قابل سزا مجرم کو معاف کر دیتا ہے اور یہ تو انسان کی بھی فطرت میں ہے کہ وہ معاف کر دیتا ہے ایک مرتبہ میرے سامنے ایک شخص نے بناوٹی شہادت دی اس پر جرم ثابت تھا وہ مقدمہ ایک انگریز کے پاس تھا اسے اتفاقاً چھٹی آگئی کہ کسی دور دراز جگہ پر اس کی تبدیلی ہوگئی ہے وہ غمگین ہوا جو مجرم تھا وہ بڈھا آدمی تھا۔ منشی سے کہا کہ یہ تو قید خانہ ہی میں مر جاویگا اس نے بھی کہا کہ حضور بال بچہ دار ہے۔ اس پر وہ انگریز بولا کہ اب مثل مرتب ہو چکی ہے اب کیا ہو سکتا ہے پھر کہا کہ اچھا اس مثل کو چاک کر دو۔ اب غور کرو کہ انگریز کو تو رحم آ سکتا ہے۔ خدا کو نہیں آتا؟

پھر اس بات پر بھی غور کرو۔ کہ صدقہ اور خیرات کیوں جاری ہے اور ہر قوم میں اس کا رواج ہے فطرتاً انسان مصیبت اور بلا کے وقت صدقہ دینا چاہتا ہے اور خیرات کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ بکرے دو۔ کپڑے دو یہ دو۔ وہ دو۔ اگر اس کے ذریعہ سے رد بلا نہیں ہوتا تو پھر اضطراراً انسان کیوں ایسا کرتا ہے؟ ضرور رد بلا ہوتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے اتفاق سے یہ بات ثابت ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ صرف مسلمانوں ہی کا مذہب نہیں بلکہ یہودیوں۔ عیسائیوں اور ہندوؤں کا بھی یہ مذہب ہے۔ اور میری سمجھ میں روئے زمین پر کوئی اس امر کا منکر ہی نہیں جب کہ یہ بات ہے تو صاف کھل گیا کہ وہ ارادہ الٰہی ٹل جاتا ہے۔

پیشگوئی اور ارادہ الٰہی میں صرف یہ فرق ہوتا ہے۔ کہ پیشگوئی کی اطلاع نبی کو دیجاتی ہے اور ارادہ الٰہی پر کسی کو اطلاع نہیں ہوتی اور وہ مخفی رہتا ہے۔ اگر وہی ارادہ الٰہی نبی کی معرفت ظاہر کر دیا جاتا تو وہ پیشگوئی ہوتی اگر پیشگوئی نہیں ٹل سکتی۔ تو پھر ارادہ الٰہی بھی صدقہ خیرات سے نہیں ٹل سکتا۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے چونکہ وعید کی پیشگوئیاں ٹل جاتی ہیں اس لئے فرمایا۔ ان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم۔ اب اللہ تعالیٰ خود گواہی دیتا ہے۔ کہ بعض پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ٹل گئیں اگر میری کسی پیشگوئی پر ایسا اعتراض کیا جاتا ہے۔ تو مجھے اس کا جواب دو۔ اگر اس امر میں میری تکذیب کروگے تو میری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرنے والے ٹھہروگے میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ کل اہل سنت جماعت اور کل دنیا کا مسلم مسئلہ ہے کہ تضرع سے عذاب کا وعدہ ٹل جایا کرتا ہے۔ کیا حضرت یونس علیہ السلام کی نظیر بھی تمہیں بھول گئی ہے؟ حضرت یونس کی قوم سے جو عذاب ٹل گیا تھا۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ درمنثور وغیرہ کو دیکھو اور بائبل میں یونہ نبی کی کتاب موجود ہے اس عذاب کا قطعی وعدہ تھا مگر حضرت یونس کی قوم نے عذاب کے آثار دیکھکر توبہ کی اور اس کی طرف رجوع کیا۔ خداتعالیٰ نے اس کو بخشدیا اور عذاب ٹل گیا ادھر حضرت یونس یوم مقررہ پر عذاب کے منتظر تھے۔ لوگوں سے خبریں پوچھتے تھے۔ ایک زمیندار سے پوچھا کہ نینوہ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اچھا حال ہے۔ تو حضرت یونس پر بہت غم طاری ہوا۔ اور انہوں نے کہا لن ارجع الی قومی کذابا۔ یعنے میں اپنی قوم کی طرف کذاب کہلا کر نہیں جاؤں گا۔ اب اس نظیر کے ہوتے ہوئے اور قرآن شریف کی زبردست شہادت کی موجودگی میں میری کسی ایسی پیشگوئی پر جو پہلے ہی سے شرطی تھی اعتراض کرنا تقویٰ کے خلاف ہے۔ متقی کی یہ شان نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے کچھ

منہ سے نکالے اور تکذیب پر آمادہ ہو جاوے۔

حضرت یونس کا قصہ نہایت دردناک اور عبرت بخش ہے اور کتابوں میں لکھا ہوا ہے اسے غور سے پڑھو۔ یہاں تک کہ وہ دریا میں گرائے گئے اور مچھلی کے پیٹ میں گئے۔ تب توبہ منظور ہوئی یہ سزا اور عتاب حضرت یونس پر کیوں پڑا؟ اس لئے کہ انہوں نے خدا کو قادر نہ سمجھا کہ وہ وعید کو ٹال دیتا ہے۔ مگر یہ تم لوگ کیوں میرے متعلق جلدی کرتے ہو؟ اور میری تکذیب کے لئے ساری نبوتوں کو جھٹلاتے ہو۔

یاد رکھو خدا کا نام غفور ہے۔ پھر کیوں وہ رجوع کرنے والوں کو معاف نہ کرے۔ اس قسم کی غلطیاں ہیں جو قوم میں واقع ہو گئی ہیں۔ انہیں غلطیوں سے جہاد کی غلطی بھی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جب میں کہتا ہوں کہ جہاد حرام ہے تو کالی پیلی آنکھیں نکال لیتے ہیں۔ حالانکہ خود ہی مانتے ہیں کہ جو حدیثیں خونی مہدی کی ہیں وہ مجروح ہیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس باب میں رسالے لکھے ہیں اور یہی مذہب میاں نذیر حسین دہلوی کا تھا۔ وہ ان کو قطعی صحیح نہیں سمجھتے پھر مجھے کیوں کاذب کہا جاتا ہے۔

سچی بات یہی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی کا کام یہی ہے کہ وہ لڑائیوں کے سلسلہ کو بند کریگا اور قلم اور دعا اور توجہ سے اسلام کا بول بالا کریگا اور افسوس ہے لوگوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی اس لئے کہ جس قدر توجہ دنیا کی طرف ہے دین کی طرف نہیں دنیا کی آلودگیوں اور ناپاکیوں میں مبتلا ہو کر یہ امید کیونکر کر سکتے ہیں کہ ان پر قرآن کریم کے معارف کھلیں وہاں تو صاف لکھا ہے۔

لا یمسہ الا المطھرون

اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علت غائی کیا ہے؟ میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ ہرگز نہیں اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بے دین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے اب کوئی شریعت نہیں آ سکتی قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوض اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہو گیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں اور انہیں فیوض اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔

اسلام کی حالت جو اس وقت ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ ہر قسم کی کمزوریوں اور تنزل کا نشانہ مسلمان ہو رہے ہیں ہر پہلو سے وہ گر رہے ہیں۔ ان کی زبان ساتھ ہے تو دل نہیں ہے اور اسلام یتیم ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس کی حمایت اور سرپرستی کروں اور اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے۔ کیونکہ اس نے فرمایا تھا۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

گر اس وقت حمایت اور نصرت اور حفاظت نہ کی جاتی تو وہ اور کونسا وقت آوے گا۔ اب اس چودھویں صدی میں وہی حالت ہو رہی ہے جو بدر کے موقع پر ہو گئی تھی جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

اس آیت میں بھی دراصل ایک پیشگوئی مرکوز تھی یعنی جب چودھویں صدی میں اسلام ضعیف اور ناتوان ہو جاویگا اس وقت اللہ تعالیٰ اس وعدہ حفاظت کے موافق اس کی نصرت کریگا۔ پھر تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ اس نے اسلام کی نصرت کی؟ مجھے اس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام دجال اور کذاب رکھا جاتا ہے اور مجھ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ ضرور تھا کہ میرے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو مجھ سے پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا تا میں بھی اس قدیم سنت سے حصہ پاتا۔

میں نے تو ان مصائب اور شدائد کا کچھ بھی حصہ نہیں پایا۔ لیکن جو مصیبتیں اور مشکلات ہمارے نبی سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں آئیں اس کی نظیر انبیاء علیہم السلام کے سلسلے میں کسی کی نہیں پائی جاتی آپ نے اسلام کی خاطر وہ دکھ اٹھائے کہ قلم ان کے لکھنے اور زبان ان کے بیان سے عاجز ہے اور اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ کیسے جلیل الشان اور اولوالعزم نبی تھے۔ اگر خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت آپ کے ساتھ نہ ہوتی تو ان مشکلات کے پہاڑ کو اٹھانا ناممکن ہو جاتا اور اگر کوئی اور نبی ہوتا تو وہ بھی رہ جاتا۔ مگر جس اسلام کو ایسی مصیبتوں اور دکھوں کے ساتھ آپ نے پھیلایا آج اس کی جو حالت ہو گئی ہے وہ میں کیونکر بیان کروں

اسلام کے معنے تو یہ تھے کہ انسان خدا کی محبت میں اور اطاعت میں فنا ہو جاوے اور جس طرح ایک بکری کی گردن قصاب کے آگے ہوتی ہے اسی طرح مسلمان کی گردن خدا تعالیٰ کی اطاعت کے لئے رکھدی جاوے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ خدا تعالیٰ ہی کو وحدہ لاشریک سمجھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اس وقت یہ توحید گم ہو گئی تھی اور یہ دیش آریہ ورت بھی بتوں سے بھرا ہوا تھا جیسا کہ پنڈت دیانند سرستی نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں ضرور تھا کہ آپ مبعوث ہوتے۔ اسی کا ہمرنگ یہ زمانہ بھی ہے۔ جس میں بت پرستی کے علاوہ انسان پرستی اور دہریت بھی پھیل گئی ہے اور اسلام کا اصل مقصد اور روح باقی نہیں رہا۔ اس کا مغز تو یہ تھا کہ خدا کی محبت میں فنا ہو جانا اور اس کے سوا کسی کو معبود نہ سمجھنا اور مقصد یہ ہے کہ انسان ربانی ہو جاوے۔ وہ دنیا نہ رہے اور اس مقصد کے لئے اسلام نے اپنی تعلیم کے دو حصے کئے ہیں اول حقوق اللہ دوم حقوق العباد۔ حق اللہ یہ ہے کہ اس کو واجب الاطاعت سمجھے اور حقوق العباد یہ ہے کہ خدا کی مخلوق سے ہمدردی کریں یہ طریق اچھا نہیں کہ صرف مخالفت مذہب کی وجہ سے کسی کو دکھ دیں۔ ہمدردی اور سلوک الگ چیز ہے اور مخالفت مذہب دوسری شے۔ مسلمانوں کا وہ گروہ جو جہاد کی غلطی اور غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے یہ بھی جائز رکھا ہے کہ کفار کا مال ناجائز طور پر بھی لینا درست ہے۔ خود میری نسبت بھی ان لوگوں نے فتویٰ دیا کہ ان کا مال لوٹ لو بلکہ

پیدا ہنگ ہی کہ ان کی بیویاں نکال لوں لاکہ اسلام
میں اس قسم کی ناپاک تعلیمیں نہیں علاوہ توایک صاف
اور بے عیب مذہب تھا۔ اسلام کی مثال ہم یوں دے
سکتے ہیں جیسے باپ اپنے حقوق اولاد کو چاہتا ہے
اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ اولاد میں ایک دوسرے
کے ساتھ ہمدردی ہو۔ وہ نہیں چاہتا کہ ایک دوسرے
کو مارے۔ اسلام بھی جہاں یہ چاہتا ہے کہ خدا کا
کوئی شریک نہ ہو۔ وہاں اس کا یہ منشا ہے کہ نوع
انسان میں مودت اور وحدت ہو۔

نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس
میں بھی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس
وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور
تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف
سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں
اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم
رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر
سکیں وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی
ہے نہ رہے یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے
کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے اور پھر اسی
وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلہ کی مسجد
میں اور ہفتہ کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے
بعد عیدگاہ میں جمع ہوں اور کل زمین کے مسلمان
سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں ان
تمام احکام کی وہی غرض وحدت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حقوق کے دو ہی حصے رکھے
ہیں ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد۔ اس پر بہت
جگہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔ فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او
اشد ذکرا۔ یعنے اللہ تعالیٰ کو یاد کرو جس طرح
پر تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی
بڑھ کر۔ اس جگہ دو رمز ہیں ایک تو ذکر اللہ کو ذکر آبا
سے مشابہت دی ہے اس میں یہ سر ہے کہ آبا کی
محبت ذاتی اور فطرتی محبت ہوتی ہے۔ دیکھو بچہ کو
جب مار پڑتی ہے وہ اس وقت بھی ماں ماں ہی
پکارتا ہے گویا اس آیت میں اللہ تعالیٰ انسان کو
ایسی تعلیم دیتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے فطری محبت کا
تعلق پیدا کر دے۔ اس محبت کے بعد اطاعت امر

اس کی خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ یہی وہ اصل مقصد معرفت
کا ہے جہاں انسان کو پہنچنا چاہئیے۔ یعنے اس میں
اللہ تعالیٰ کے لئے فطری اور ذاتی محبت پیدا ہو جاوے
اور ایک مقام پر یوں فرمایا ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ

اس آیت میں ان تین مدارج کا ذکر کیا ہے جو انسان کو حاصل
کرنے چاہئیں۔ پہلا مرتبہ عدل کا ہے اور عدل یہ ہے
کہ انسان کسی سے کوئی نیکی کرے بشرط معاوضہ۔ اور
یہ ظاہر بات ہے۔ کہ ایسی نیکی کوئی اعلیٰ درجہ کی بات
نہیں بلکہ سب سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ عدل کرو اور
اگر اس پر ترقی کرو تو پھر وہ احسان کا درجہ ہے۔ یعنے
بلا عوض سلوک کرو۔ لیکن یہ امر کہ جو بدی کرتا ہے اس
سے نیکی کیجاوے۔ کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے دوسری
پھیر دی جاوے یہ صحیح نہیں یا یہ کہو کہ عام طور پر
یہ تعلیم عملدرآمد میں نہیں آسکتی۔ چنانچہ سعدی کہتا ہے

نکوئی با بداں کردن چناں است
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

اس لئے اسلام میں انتقامی حدود ہیں جو اعلیٰ درجہ
کی تعلیم دی ہے کوئی دوسرا مذہب اس کا مقابلہ نہیں
کرسکتا اور وہ یہ ہے۔

جزاء سیئة سیئة مثلها ومن عفی واصلح الآیۃ

یعنے بدی کی سزا اسیقدر بدی ہے اور جو کوئی معاف کر
دے مگر ایسے محل اور مقام پر کہ وہ عفو اصلاح کا
موجب ہو۔ اسلام نے عفو فقط کی تعلیم دی لیکن یہ
نہیں کہ اس سے شر بڑھتے جاویں۔
غرض۔ عدل کے بعد دوسرا احسان کا ہے یعنے
بغیر کسی معاوضہ کے سلوک کیا جاوے۔ لیکن اس سلوک
میں بھی ایک قسم کی خود غرضی ہوتی ہے کسی نہ کسی
وقت انسان اس احسان یا نیکی کو جتا دیتا ہے اس
لئے اس سے بڑھ کر ایک تعلیم دی اور وہ

ایتاء ذی القربیٰ

کا درجہ ہے۔ ماں جو اپنے بچہ کے ساتھ سلوک کرتی
ہے وہ اس سے کسی معاوضہ اور انعام واکرام کی خواہشمند
نہیں ہوتی وہ اس کے ساتھ جو نیکی کرتی ہے۔ محض
طبعی محبت سے کرتی ہے اگر بادشاہ اس کو حکم دے
کہ تو اس کو دودھ مت دے اور اگر یہ تیری غفلت سے
مر جاوے تو تجھے کوئی سزا نہیں دی جاوے گی بلکہ انعام

دیا جاویگا۔ اس صورت میں وہ بادشاہ کا حکم ماننے کو تیار
نہ ہوگی۔ بلکہ اس کو گالیاں دیگی۔ کہ یہ میری اولاد کا دشمن
ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ ذاتی محبت سے کرتی ہے
اس کی کوئی غرض درمیان نہیں یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے
جو اسلام پیش کرتا ہے۔ اور یہ آیت حقوق اللہ اور حقوق العباد
دونوں پر حاوی ہے۔ حقوق اللہ کے پہلو سے لحاظ سے
اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ انصاف کی رعایت سے اللہ تعالیٰ
کی اطاعت اور عبادت کرو۔ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور
تمہاری پرورش کرتا ہے اور جو اطاعت الٰہی میں اس مقام
سے ترقی کرے۔ تو احسان کی پابندی سے اطاعت کر کیونکہ
وہ محسن ہے اور اس کے احسانات کو کوئی شمار نہیں کرسکتا
اور چونکہ محسن کے شمائل اور خصائل کو مدنظر رکھنے سے
اس کے احسان تازہ رہتے ہیں۔ اس لئے احسان کا مفہوم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا ہے کہ ایسے طور پر اللہ تعالیٰ
کی عبادت کرے گویا دیکھ رہا ہے یا کم از کم یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے
دیکھ رہا ہے اس مقام تک انسان میں ایک حجاب رہتا ہے
لیکن اس کے بعد جو تیسرا درجہ ہے ایتاء ذی القربیٰ
کا یعنے اللہ تعالیٰ سے اسے ذاتی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔
حقوق العباد کے پہلو سے ہیں اس کے معنے بدرجہ اولیٰ کا بیان
اور یہ بھی میں نے بیان کیا ہے کہ یہ تعلیم جو قرآن شریف
نے دی ہے کسی اور کتاب نے نہیں دی اور نہیں کوئی اس ... ل
کوئی نظیر اس کی پیش نہیں آسکتا یعنے

جزاء سیئة سیئة مثلها الآیۃ

اس میں عفو کے لئے یہ شرط رکھی ہے کہ اس میں اصلاح ہو۔
یہودیوں کے مذہب نے تو یہ کہا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ
اور دانت کے بدلے دانت الآخرہ۔ انہیں انتقامی قوت
اس قدر بڑھ گئی تھی اور یہاں یہ عادت ان میں پختہ ہوگئی تھی
کہ اگر باپ نے بدلہ نہیں لیا تو بیٹے اور اس کے پوتے تک
کے فرائض میں یہ امر ہوتا تھا کہ وہ بدلہ لے اس وجہ سے
اُن میں کینہ توزی کی عادت بڑھ گئی تھی اور وہ بہت سنگدل
اور بے رحم ہوگئے تھے۔ عیسائیوں نے اس تعلیم کے مقابل
تعلیم دی کہ ایک گال پر کوئی طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دو
ایک کوس بیگار لیجاوے۔ تو دو کوس چلے جاؤ وغیرہ۔ اس
تعلیم میں جو نقص ہے وہ ظاہر ہے کہ اس پر عملدرآمد ہی نہیں
ہوسکتا۔ اور عیسائی گورنمنٹوں نے عملی طور پر ثابت کر دیا ہے
کہ یہ تعلیم کیا ناقص ہے کیا یہ کسی کی جرأت ہوسکتی ہے کہ کوئی
خبیث طمانچہ مار کر دانت نکال دے تو پھر وہ دوسری گال کھیر دے

کہ ہاں اب دوسرا دانت بھی نکال دو۔ وہ خبیث تو اور بھی دلیر ہو جاویگا اور اس سے امن عامہ میں خلل واقعہ ہو جاویگا۔ پھر ہم کیونکر تسلیم کرین کہ یہ تعلیم عمدہ ہے یا خدا تعالےٰ کی رضی کے موافق ہو سکتی ہے؟ اگر اس پر عمل ہو تو کسی ملک کا بھی انتظام نہ ہو سکے۔ ایک ملک ایک دشمن چھین لے تو دوسرا خود حوالے کرنا پڑے ایک افسر گرفتار ہو جاوے تو دس اور دیدئے جاوین یہ نقص ہین جو ان تعلیمون مین ہین اور یہ صحیح نہین۔

ہان یہ ہو سکتا ہے کہ یہ احکام بطور قانون مختص الزمان تھے۔ جب وہ زمانہ گذر گیا۔ دوسرے لوگون کے حسب حال وہ تعلیم نہ رہی۔ یہودیون کا وہ زمانہ تہا کہ وہ چار سو برس تک غلامی مین رہے تھے اور اس غلامی کی زندگی کی وجہ سے ان مین قساوت قلبی بڑھ گئی اور وہ کینہ کش ہو گئے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس بادشاہ کے زمانہ مین کوئی ہوتا ہے۔ اس کے اخلاق بھی اسی قسم کے ہو جاتے ہین سکھون کے زمانہ مین اکثر لوگ ڈاکو ہو گئے تھے انگریزون کے زمانہ مین تعلیم اور تہذیب پھیلتی جاتی ہے اور ہر شخص اس طرف کوشش کر رہا ہے۔ غرض بنی اسرائیل نے فرعون کی ماتحتی کی تہی۔ اسی وجہ سے ان مین ظلم بڑھ گیا تہا۔ اسلئے توریت کے زمانہ مین عدل کی ضرورت مقدم تھی۔ کیونکہ وہ لوگ اس سے بے خبر تھے اور جابرانہ عادت رکھتے تھے اور انہون نے یقین کر لیا تہا کہ دانت کے بدلے دانت کا توڑنا ضروری ہے اور یہ ہمارا فرض ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس وجہ سے ان کو سکہایا کہ عدل تک ہی بات نہین رہتی بلکہ احسان بھی ضروری ہے۔ اس سبب سے مسیح کے ذریعہ انہین یہ تعلیم دیگئی۔ کہ ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری پھیر دو۔ اور جب اسی پر ... ہو گیا۔ تو آخر اللہ تعالےٰ نے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس تعلیم کو اصل نقطہ پر پہونچا دیا۔ اور وہ یہی تعلیم تھی کہ بدی کا بدلہ اسیقدر بدی ہے۔ لیکن جو شخص معاف کر دے اور معاف کرنے سے اصلاح ہوتی ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور اجر ہے۔ عفو کی تعلیم دی ہے مگر ساتھ قید لگائی کہ اصلاح ہو بے محل عفو نقصان پہنچاتا ہے۔ پس اس مقام پر غور کرنا چاہئے کہ جب توقع اصلاح کی ہو تو عفو ہی کرنا چاہئے جیسے وہ خدمتگار ہون ایک بڑا شریف الاصل اور فرمانبردار اور خیر خواہ ہو۔ لیکن اتفاقاً اس سے کوئی غلطی ہو جاوے

اس موقع پر اس کو معاف کرنا ہی مناسب ہے اگر سزا دی جاوے تو ٹھیک نہین۔ لیکن ایک بدمعاش اور شریر ہے۔ ہر روز نقصان کرتا ہے اور شرارتون سے باز نہین آتا۔ اگر اُسے چھوڑ دیا جاوے تو وہ اور بھی بیباک ہو جاویگا۔ اس کو سزا دینی چاہیئے۔ غرض اس طرح پر محل اور موقعہ شناسی سے کام لو۔ یہ تعلیم ہے جو اسلام نے دی ہے اور جو کامل تعلیم ہے۔ اس کے بعد اور کوئی نئی تعلیم یا شریعت نہین آسکتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہین۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اور نماز نہین ہو سکتی جو کچھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کر کے دکہایا اور جو کچھہ قرآن شریف مین ہے۔ اس کو چھوڑ کر نجات نہین ملسکتی جو اس کو چھوڑیگا۔ وہ جہنم مین جاویگا۔ یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اس امت کیلئے مخاطبات اور مکالمات کا دروازہ کہلا ہے اور یہ دروازہ گویا قرآن مجید کی سچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہر وقت تازہ شہادت ہے اور اس کے لئے خدا تعالی نے سورہ فاتحہ ہی مین دعا سکہائی ہے

اهدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیهم۔ انعمت علیهم کی راہ کیلئے جو دعا سکھائی۔ قرآن مین انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے حصول کا اشارہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ انبیا علیہم السلام کو جو کمال دیا گیا ہے وہ معرفت آلہی کا کمال تھا اور یہ نعمت ان کو مکالمات اور مخاطبات سے ملی تھی اس کے تم بھی خواہان رہو پس اس نعمت کے لئے یہ خیال کرو کہ قرآن شریف اس دعا کی تو ہدایت کرتا ہے مگر اس کا ثمرہ کچھہ بھی نہین یا اس امت کے کسی فرد کو بھی یہ شرف نہین ملسکتا کہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہو گیا ہے بتاؤ اس سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ثابت ہو گی یا کوئی خوبی ثابت ہو گی۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ جو شخص یہ اعتقاد رکہتا ہے۔ وہ اسلام کو بدنام کرتا ہے اور اس نے مغز شریعت کو سمجھا ہی نہین۔ اسلام کے مقاصد مین سے تو یہ امر تہا کہ انسان صرف زبان ہی سے وحدہ لا شریک نہ کہے بلکہ درحقیقت سمجھ لے اور بہشت دوزخ پر خیالی ایمان نہ ہو بلکہ فی الحقیقت اسی زندگی مین وہ بہشتی کیفیات پر اطلاع پالے اور ان گناہون سے جن مین وحشی انسان مبتلا ہین۔ نجات پالے۔ یہ عظیم الشان مقصد اسلام کا تہا اور ہے اور یہ ایسا پاک مطہر مقصد ہے کہ کوئی دوسری قوم اس کی نظیر اپنے مذہب مین پیش نہین کر سکتی اور نہ اس کا نمونہ دکہا سکتی ہے۔ کہنے کو تو ہر ایک کہہ سکتا ہے مگر وہ کون ہے جو دکہا سکتا ہو؟

مین نے آریون سے عیسائیون سے پوچہا ہے۔ کہ وہ خدا جو تم مانتے ہو۔ اس کا کوئی ثبوت پیش کرو۔ نری زبانی لاف و گزاف سے بڑھ کر وہ کچہہ بھی نہین دکہا سکتے۔ وہ سچا خدا جو قرآن شریف نے پیش کیا ہے۔ اس سے یہ لوگ ناواقف ہین۔ اس پر اطلاع پانے کے لئے یہی ایک ذریعہ مکالمات کا تہا جس کے سبب سے اسلام دوسرے مذاہب سے ممتاز تہا۔ مگر افسوس ان مسلمانون نے میری مخالفت کی وجہ سے اس سے بھی انکار کر دیا۔

یقیناً یاد رکہو۔ کہ گناہون سے بچنے کی توفیق اسوقت مل سکتی ہے۔ جب انسان پورے طور پر اللہ تعالےٰ پر ایمان لاوے یہی بڑا مقصد انسانی زندگی کا ہے کہ گناہ کے پنجہ سے نجات پالے۔ دیکہو ایک سانپ جو خوشنما معلوم ہوتا ہے بچہ تو اس کو ہاتھ مین پکڑنے کی خواہش کر سکتا ہے اور ہاتھ بھی ڈال سکتا ہے۔ لیکن ایک عقلمند جو جانتا ہے کہ سانپ کاٹ کہائیگا اور ہلاک کر دیگا۔ وہ کبھی جرأت کر سکتا ہے کہ اس کیطرف لپکے بلکہ اگر معلوم ہو جاوے کہ کسی مکان مین سانپ ہے تو اس مین بھی داخل نہین ہوگا۔ ایسا ہی زہر کو جو ہلاک کرنیوالی چیز سمجہتا ہے تو اس کے کہانے پر وہ دلیر نہین ہوگا پس اسی طرح پر جب تک گناہ کو خطرناک زہر یقین نہ کرے۔ اس سے بچ نہین سکتا یہ یقین معرفت کے بدون پیدا نہین ہو سکتا۔ پھر وہ کیا بات ہے کہ انسان گناہون پر اس قدر دلیر ہو جاتا ہے باوجود یکہ وہ خدا تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے اور گناہ کو گناہ بھی سمجہتا ہے۔ اس کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہین کہ وہ معرفت اور بصیرت نہین رکہتا جو گناہ سوز فطرت پیدا کرتی ہے اگر یہ بات پیدا نہین ہوتی۔ تو پہر اقرار کرنا پڑیگا کہ معاذ اللہ اسلام اپنے اصلی مقصد سے خالی ہے۔ لیکن مین کہتا ہون کہ ایسا نہین یہ مقصد اسلام ہی کامل طور پر پورا کرتا ہے اور اس کا ایک ہی ذریعہ ہے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کیونکہ اسی سے اللہ تعالےٰ کی ہستی پر کامل یقین پیدا ہوتا ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت اللہ تعالی گناہ سے بیزار ہے اور وہ سزا دیتا ہے گناہ ایک زہر ہے جو اول صغیرہ سے شروع ہوتا ہے اور پھر کبیرہ ہو جاتا ہے اور انجام کار کفر تک پہنچا دیتا ہے

میں جملہ معترضہ کے طور پر کہتا ہوں کہ اپنی اپنی جگہ ہر قوم کو یہ فکر لگا ہوا ہے کہ ہم گناہ سے پاک ہو جاویں مثلاً آریہ صاحبان نے تو یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ ہر ایک گناہ کی سزا کے اور کوئی صورت پاک ہونے کی ہے ہی نہیں ایک گناہ کے بدلے کئی لاکھ جونیں ہیں جب تک انسان ان جونوں کو نہ بھگت لے وہ پاک ہی نہیں ہو سکتا مگر اس میں بڑے مشکلات ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ جب کہ تمام مخلوقات گنہگار ہی ہے۔ تو اس سے نجات کب ہو گی؟ اور اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ ان کے ہاں یہ امر مسلمہ ہے کہ نجات یافتہ ہی ایک عرصہ کے بعد مکتی خانہ سے نکال دئے جاویں گے تو پھر اس نجات سے فایدہ ہی کیا ہوا۔ جب یہ سوال کیا جاوے۔ کہ نجات پانے کے بعد کیوں نکالتے ہو تو بعض کہتے ہیں کہ نکالنے کے لئے ایک گناہ باقی رکھ لیا جاتا ہے اب غور کر کے بتاؤ کہ کیا یہ قادر خدا کا کام ہو سکتا ہے؟ اور پھر جبکہ ہر نفس اپنے نفس کا خود خالق ہے خدا تعالیٰ اس کا خالق ہی نہیں (معاذ اللہ) تو اسے حاجت ہی کیا ہے کہ وہ اس کا ماتحت رہے۔

دوسرا پہلو عیسائیوں کا ہے۔ انہوں نے گناہ سے پاک ہونے کا ایک پہلو سوچا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا مان لو اور پھر یقین کر لو کہ اس نے ہمارے گناہ اٹھا لئے اور وہ صلیب کے ذریعہ لعنتی ہوا نعوذ باللہ من ذالک۔ اب غور کرو کہ حصول نجات کو اس طریق سے کیا تعلق؟

گناہوں سے بچانے کے لئے ایک اور بڑا گناہ تجویز کیا۔ کہ انسان کو خدا بنایا گیا۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور گناہ ہو سکتا ہے؟ پھر خدا بنا کر اسے ملعون بھی قرار دیا۔ اس سے بڑھ کر گستاخی اور بے ادبی اللہ تعالیٰ کی کیا ہو گی؟

ایک کہا تا پیتا اور بیچ کا محتاج خدا بنا لیا گیا حالانکہ توریت میں لکھا تھا کہ دوسرا خدا نہ ہو نہ آسمان پر نہ زمین پر۔ پھر دروازوں اور چوکھٹوں پر تعلیم لکھی گئی تھی۔ اس کو چھوڑ کر یہ نیا خدا تراشا گیا۔ جس کا کچھ بھی پتہ توریت میں نہیں ملتا ہے۔ میں نے فاضل یہودی سے پوچھا ہے کہ کیا تمہارے ہاں ایسے خدا کا پتہ ہے۔ جو مریم کے پیٹ سے نکلے اور وہ یہودیوں کے ہاتھوں سے مار کھاتا پھرے۔ اس پر یہودی علماء نے مجھے یہی جواب دیا کہ یہ محض افترا ہے۔ توریت سے کسی ایسے خدا کا پتہ نہیں ملتا۔ ہمارا وہ خدا ہے۔ جو قرآن شریف کا خدا ہے یعنی جس طرح پر قرآن مجید نے خدا تعالیٰ کی وحدت کی اطلاع دی ہے۔ اسی طرح پر ہم توریت کے رو سے خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں اور کسی انسان کو خدا نہیں مان سکتے۔ اور یہ تو موٹی بات ہے۔ اگر یہودیوں کے ہاں کسی ایسے خدا کی خبر دی گئی ہوتی جو عورت کے پیٹ سے پیدا ہونے والا تھا۔ تو وہ حضرت مسیح کی ایسی سخت مخالفت ہی کیوں کرتے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس کو صلیب پر چڑھوا دیا۔ اور ان پر کفر کہنے کا الزام لگاتے تھے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس امر کو ماننے کے لئے قطعاً طیار نہ تھے۔ غرض عیسائیوں نے گناہ کے دور کرنے کا جو علاج تجویز کیا ہے وہ ایسا علاج ہے جو بجائے خود گناہ کو پیدا کرتا ہے اور اس کے گناہ سے نجات پانے کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

انہوں نے گناہ کے دور کرنے کا علاج گناہ تجویز کیا ہے۔ جو کسی حالت اور صورت میں مناسب نہیں یہ لوگ اپنے نادان دوست ہیں اور ان کی مثال اس بندر کی سی ہے، جس نے اپنے آقا کا خون کر دیا تھا۔ اپنے بچاؤ کے لئے اور گناہوں سے نجات پانے کے لئے ایک ایسا گناہ تجویز کیا۔ جو کسی صورت میں بخشا نہ جاوے یعنے شرک کیا اور عاجز انسان کو خدا بنا لیا۔

مسلمانوں کے لئے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ ان کا خدا ایسا خدا نہیں۔ جس پر کوئی اعتراض یا حملہ ہو سکے وہ اس کی طاقتوں اور قدرتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی صفات پر یقین لاتے ہیں مگر جنہوں نے انسان کو خدا بنایا یا جنہوں نے اس کی قدرتوں سے انکار کر دیا ان کے نزدیک خدا کا عدم وجود یکساں ہے۔ جیسے مثلاً آریوں کا مذہب ہے کہ ذرہ ذرہ اپنے وجود کا آپ ہی خدا ہے اور اس نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا اب بتاؤ کہ جب ذرات کے وجود کا خالق خدا نہیں۔ تو ان کے قیام کے لئے خدا کی حاجت کیا ہے جبکہ طاقتیں خود بخود موجود ہیں اور ان میں اتصال اور انفصال کی قوتیں بھی موجود ہیں۔ پھر انصاف سے بتاؤ کہ ان کے لئے خدا کے وجود کی کیا ضرورت ہے؟

میں سمجھتا ہوں اس عقیدہ کو رکھنے والے آریوں اور دہریوں میں ۱۹ اور ۲۰ کا فرق ہے۔

اب صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کامل اور زندہ مذہب ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ پھر اسلام کی عظمت، شوکت ظاہر ہو اور اسی مقصد کو لیکر میں آیا ہوں مسلمانوں کو چاہیئے کہ جو انوار و برکات اس وقت آسمان سے اتر رہے ہیں وہ ان کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ وقت پر ان کی دستگیری ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اس مصیبت کے وقت ان کی نصرت فرمائی۔ لیکن اگر وہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہ کریں گے۔ تو خدا تعالیٰ ان کی کچھ پروا نہ کریگا وہ اپنا کام کر کے رہیگا مگر ان پر افسوس ہوگا۔ میں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹاوے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔ اب کوئی ہاتھ اور طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے۔ فعال لما یرید ہے۔ مسلمانو! یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر دیدی ہے اور میں نے اپنا پیام پہنچا دیا ہے۔ اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے۔

یہ سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جو موعود آنے والا تھا۔ وہ میں ہی ہوں۔ اور یہ بھی پکی بات ہے کہ اسلام کی زندگی عیسےٰ کے مرنے میں ہے اگر اس مسئلہ پر غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ یہی مسئلہ ہے جو عیسائی مذہب کا خاتمہ کر دینے والا ہے یہ عیسائی مذہب کا بہت بڑا شہتیر ہے اور اسی پر اس مذہب کی عمارت قائم کی گئی ہے۔ اسے گرنے دو۔

یہ معاملہ بڑی صفائی سے طے ہو جاتا اگر میرے مخالف ضد اتہ ہی اور تقوےٰ سے کام لیتے۔ مگر ایک کا نام لو۔ جو زندگی چھوڑ کر میرے پاس آیا ہو۔ اور اس نے اپنی تسلی چاہی ہو۔ ان کا تو حال یہ ہے کہ میرا نام لیتے ہی ان کے منہ سے جھاگ گرنی شروع ہو جاتی ہے اور وہ گالیاں دینے لگتے ہیں بھلا اس طرح پر بھی کوئی شخص حق کو پا سکتا ہے؟ میں تو قرآن شریف کے نصوص صریحہ کو پیش کرتا ہوں مگر وہ ہیں کہ ان باتوں کو سنتے نہیں اور کافر کافر دجال دجال کہہ کر شور مچاتے ہیں۔

میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ قرآن شریف سے تم ثابت کرو کہ مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت کے خلاف کوئی امر پیش کرو۔ اور یا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع ہوا اس کا خلاف دکھاؤ تو جواب نہیں ملتا۔ پھر بعض لوگ شور مچاتے ہیں کہ اگر آنے والا

وہی عیسیٰ ابن مریم اسرائیلی نبی نہ تھا۔ تو آنیوالے کا یہ نام کیوں رکھا؟ میں کہتا ہوں یہ اعتراض کیسی نادانی کا اعتراض ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ اعتراض کرنیوالے اپنے لڑکوں کا نام تو موسیٰ عیسیٰ۔ داؤد۔ احمد۔ ابراہیم۔ اسماعیل رکھ لینے کے مجاز ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کا نام عیسیٰ رکھدے تو اس پر اعتراض!!! غور طلب بات تو اس مقام پر یہ تھی کہ آیا آنیوالا اپنے ساتھ نشانات رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ ان نشانات کو پاتے تو انکار کی جرأت نہ کرتے۔ مگر انہوں نے نشانات اور تائیدات کی تو پروا نہ کی اور دعویٰ سنتے ہی کہدیا۔ انت کافر۔ یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام اور خدا تعالیٰ کے مامورین کی شناخت کا ذریعہ ان کے معجزات اور نشانات ہوتے ہیں۔ جیسا کہ گورنمنٹ کی طرف سے اگر کوئی شخص حاکم ہو جاوے۔ تو اس کو نشان دیا جاتا ہے۔ اسیطرح خدا کے مامورین کی شناخت کے لیے بھی نشانات ہوتے ہیں۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے میری تائید میں نہ ایک نہ دو نہ دو سو بلکہ لاکھوں نشانات ظاہر کئے اور وہ نشانات ایسے نہیں ہیں کہ کوئی نہیں جانتا بلکہ لاکھوں ان کے گواہ ہیں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اس جلسہ میں بھی صدہا ان کے گواہ موجود ہوں گے۔ آسمان سے میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے ہیں وہ نشانات جو میرے دعویٰ کیساتھ مخصوص تھے اور جنکی قبل از وقت اور نبیوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خبر دیگئی تھی وہ بھی پورے ہو گئے مثلاً انہیں میں ایک کسوف خسوف کا ہی نشان ہے۔ جو تم سب نے دیکھا۔ یہ صحیح حدیث میں خبر دیگئی تھی کہ مہدی اور مسیح کے وقت میں رمضان کے مہینے میں سورج اور چاند گرہن ہوگا اب بتاؤ کہ کیا نشان پورا ہوا ہے یا نہیں؟ کوئی ہے جو یہ کہے۔ کہ اس نے نشان نہیں دیکھا۔ اور ایسا ہی یہ خبر بھی دیگئی تھی کہ اس زمانہ میں طاعون پھیلیگی۔ یہانتک کہ شدید ہوگی اور دس میں سے سات مرجاوینگے اب بتاؤ کہ کیا طاعون کا نشان ظاہر ہوا ہے یا نہیں؟ پھر یہ بھی لکھا تھا کہ اس وقت ایک نئی سواری ظاہر ہوگی جس سے اونٹ بیکار ہو جاوینگے کیا ریل کے اجرا سے یہ نشان پورا ہوا یا نہیں؟ میں کہاں تک شمار کروں یہ بہت بڑا سلسلہ نشانات کا ہے اب غور کرو کہ میں تو دعویٰ کرنیوالا دجال اور کاذب قرار دیا گیا پھر کیا یہ غضب ہوا کہ مجھ کاذب کے لئے ہی یہ سارے نشان پورے ہو گئے؟ اور پھر اگر کوئی آنیوالا اور ہے تو اس کو کیا ملیگا؟ کچھ تو انصاف کرو۔ اور خدا سے ڈرو کیا خدا تعالیٰ کسی جھوٹے کی بھی ایسی مدد کیا کرتا ہے؟ عجیب بات ہے کہ جو میرے مقابلہ میں آیا وہ ناکام اور نامراد رہا اور مجھے جس آفت اور مصیبت میں مخالفین نے ڈالا میں اس میں سے صحیح سلامت اور بامراد نکلا۔ پھر کوئی قسم کھا کر بتادے کہ جھوٹوں کیساتھ یہی معاملہ ہوا کرتا ہے؟

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان مخالف الرائے علماء کو کیا ہو گیا وہ غور سے کیوں قرآن شریف اور احادیث کو نہیں پڑھتے کیا انہیں معلوم نہیں کہ جسقدر اکابر امت کے گذرے ہیں۔ وہ سب کے سب مسیح موعود کی آمد چودھویں صدی میں بتاتے رہے ہیں اور تمام اہل کشوف کے کشف یہاں آکر ٹھہر جاتے ہیں۔ حجج الکرامہ میں صاف لکھا ہے کہ چودھویں صدی سے آگے نہیں جائیگا یہی لوگ ممبروں پر چڑھ چڑھ کر بیان کیا کرتے ہیں کہ تیرھویں صدی سے تو جانوروں نے بھی پناہ مانگی ہے چودھویں صدی مبارک ہوگی۔ مگر یہ کیا ہوا کہ وہ چودھویں جس پر ایک موعود امام آنیوالا تھا اس میں بجائے صادق کے کاذب آگیا اور اس کی تائید میں ہزاروں لاکھوں نشان بھی ظاہر ہو گئے اور خدا تعالیٰ نے ہر میدان اور ہر مقابلہ میں نصرت بھی اسی کی کی۔ ان باتوں کا ذرا سوچکر جواب دو۔ یونہی منہ سے ایک بات نکالدینا آسان ہے مگر خدا کا خوف ہو تو بات نکالنا مشکل ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی توجہ کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ ایک مفتری کذاب انسان کو اتنی لمبی مہلت نہیں دیتا کہ وہ آنحضرت صلعم سے بڑھ جاوے میری عمر ۷۰ سال کی ہے اور میری بعثت کا زمانہ ۲۳ سال سے بڑھ گیا ہے۔ اگر میں ایسا ہی مفتری کذاب تھا تو اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو اتنا لمبا نہونے دیتا۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ تمہارے آنے سے کیا فائدہ ہوا ہے۔

یاد رکھو کہ میرے آنے کی دو غرضیں ہیں ایک یہ کہ جو غلبہ اس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہوا ہے گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچے کی طرح ہو گیا ہے پس اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں ادیان باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پرزور دلائل اور صداقتوں کا ثبوت پیش کروں اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلائل کے انوار و برکات سماوی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہوتے رہے ہیں اس وقت اگر تم پادریوں کی رپورٹیں پڑھو تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ اسلام کی مخالفت کے لئے کیا سامان کر رہے ہیں۔ اور انکا ایک ایک پرچہ کتنی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا۔ کہ اسلام کا بول بالا کیا جاتا پس اس غرض کیلئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور میں حقیقتاً کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہیگا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔

ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کیلئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں اور نہ خدا نے مجھے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے جو شخص اس وقت یہ خیال کرے وہ اسلام کا نادان دوست ہوگا۔ مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتی ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلوار اٹھائی میں بہت مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ وہ تلوار محض حفاظت خود اختیاری اور دفاع کیطور پر تھی اور وہ بھی اسوقت جبکہ مخالفین اور منکرین کے مظالم حد سے گذر گئے اور بیکس مسلمانوں کے خون سے زمین سرخ ہو چکی۔

غرض میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر ہو۔ دوسرا کام یہ ہے۔ کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں۔ یہ صرف زبانوں پر حساب ہے اس کیلئے ضرورت ہے۔ کہ وہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جاوے۔ جو اسلام کا مغز اور اصل ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں اب جو کچھ ہے وہ دنیا ہی کیلئے ہے اور اس قدر استغراق دنیا میں ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کیلئے کوئی خانہ خالی نہیں رہنے دیا۔ تجارت ہے تو دنیا کیلئے عمارت ہے تو دنیا کیلئے بلکہ نماز روزہ اگر ہے تو وہ بھی دنیا کے لئے۔ دنیاداروں کے قرب کیلئے تو سب کچھ کیا جاتا ہے مگر دین کا پاس ذرہ بھی نہیں۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کیا اسلام کے اعتراف اور قبولیت کا اتنا ہی منشا رہتا جو سمجھ لیا گیا ہے یا وہ بلند غرض ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ مومن پاک کیا جاتا ہے اور اسمیں فرشتوں کا رنگ ہو جاتا ہے جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتا اور اس سے تسلی پاتا ہے اب تم میں سے ہر ایک اپنے دل میں سوچ لے کہ کیا یہ مقام اسے حاصل ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ تم صرف پوست اور چھلکے پر قانع ہو گئے ہو حالانکہ یہ کچھ چیز نہیں ہے خدا تعالیٰ مغز چاہتا ہے۔ پس جیسے یہ میرا کام ہے کہ ان حملوں کو روکا جاوے۔ جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور روح پیدا کیجاوے میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں جو خدا تعالیٰ کی بجائے

دنیا کے بُت کو عظمت دیگئی ہو اس کے امانی اور امیدون کو رکھا گیا ہے۔ مقدمات صلح جو کچھ ہے۔ وہ دنیا کیلئے ہی ہے۔ اب یہ وقت کہ پاشی پاشی کیا جاوے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت ان کے دلو مین قایم ہو اور اعمال کا شجر تازہ بتازہ پھل دے اس وقت درخت کی صورت ہے مگر اصل درخت نہین کیونکہ اصل درخت کے لئے تو فرمایا۔ الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا یعنے کیا تو نے نہین دیکھا کہ کیونکر بیان کی اللہ نے مثال یعنی مثال دین کامل کی کہ وہ بات ... درخت پاکیزہ کی مانند ہی جس کی جڑ ثابت ہو اور جسکی شاخین آسمان مین ہون اور وہ ہر وقت اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہی۔ اصلہا ثابت سے مراد یہ ہے کہ اصول ایمانیہ اس کی ثابت اور محقق ہون اور یقین کامل کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہون اور وہ ہر وقت اپنا پھل دیتا رہی۔ کسیوقت خشک درخت کی طرح نہ ہو۔ مگر بتاؤ اب یہ کیا حالت ہی بہت سے لوگ کہہ تو دیتے ہین کہ ضرورت ہی کیا ہی اس بیمار کی کیسی نادانی ہی جو یہ کہے کہ طبیب کی حاجت ہی کیا ہی وہ اگر طبیب سے مستغنی ہے اور اس کی ضرورت نہین سمجھتا تو اس کا نتیجہ اس کی ہلاکت کے سوا کیا ہوگا اس وقت مسلمان اسلم مین تو بیشک داخل ہین مگر اسلمنا کی ذیل مین نہین اور یہ اسوقت ہوتا ہے جب ایک نور ساتھ ہو غرض یہ وہ باتین ہین جن کے لئے مین بھیجا گیا ہون اس لئے میرے معاملہ مین تکذیب کے لئے جلدی نہ کرو بلکہ خدا سے ڈرو اور توبہ کرو کیونکہ توبہ کرنیوالے کی عقل تیز ہوتی ہی۔

طاعون کا نشان بہت خطرناک نشان ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے متعلق جو کلام نازل کیا ہے وہ یہ ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور اس پر لعنت ہی جو خدا تعالیٰ پر افترا کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ میرا ارادہ کی اس وقت تبدیلی ہوگی جب دلون کی تبدیلی ہوگی۔ پس خدا سے ڈرو اور اس کے قہر سے خوف کھاؤ۔ کوئی کسیکا ذمہ وار نہین ہو سکتا معمولی مقدمہ کسی پر ہو تو اکثر لوگ وفا نہین کر سکتے پھر آخرت مین کیا بھروسہ رکھتے ہو جسکی نسبت فرمایا یوم یفر المرء من اخیہ مخالفون کا تو یہ فرض تھا کہ وہ حسن ظنی سے کام لیتے اور لا تقف ما لیس لک بہ علم پر عمل کرتے۔ مگر انہون نے جلدبازی سے کام لیا۔ یاد رکھو پہلی قومین اسی طرح ہلاک ہوئین۔ عقلمند وہ ہے جو مخالفت کر کے بھی

جب اسے معلوم ہو کہ وہ غلطی پر تھا اُسے چھوڑ دی مگر یہ بات تب نصیب ہوتی ہی جب خدا ترسی ہو در اصل مردون کا کام یہی ہی کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرین۔ یہی قرآن ہی اور اسی کو خدا پسند کرتا ہے اِن سب باتون کے علاوہ مین اب قیاس کیمتعلق کچھ کہنا چاہتا ہون کہ اگرچہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ میرے ساتھ ہین اجماع صحابہ بھی میری تائید کرتا ہی نشانات اور تائیدات الہیہ میرے موید ہین۔ ضرورت میرا صادق ہونا ظاہر کرتی ہی لیکن قیاس کے ذریعہ سے بھی حجت پوری ہو سکتی ہے۔ اس لئے دیکھنا چاہیئے کہ قیاس کیا کہتا ہے انسان کبھی کسی ایسی چیز کے ماننے کو طیار نہین ہو سکتا جو اپنی نظیر نہ رکھتی ہو مثلاً اگر ایک شخص آکر کہے کہ تمہارے بچہ کو ہوا اڑا کر آسمان پر لے گئی ہے یا بچہ کتا بن کر بھاگ گیا ہے۔ تو کیا تم اس کی بات کو بلا وجہ معقول اور بلا تحقیق مان لوگے کبھی نہین۔ اس لئے کہ قرآن مجید نے فرمایا۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

اب مسیح علیہ السلام کی وفات کے مسئلہ پر اور ان کے آسمان پر اڑ جانیکے متعلق غور کرو۔ قطع نظر ان دلایل کے جو ان کی وفات کیمتعلق ہین یہ پکی بات ہے کہ کفار نے آنحضرت صلعم سے آسمان پر چڑھ جانیکا معجزہ مانگا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ہر طرح کامل اور افضل تھے ان کو چاہیئے تھا کہ وہ آسمان پر چڑھ جاتے مگر انہون نے اللہ تعالیٰ کی وحی سے کیا جواب دیا۔

قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا

اس کا مفہوم یہ ہے کہ کہدو اللہ تعالیٰ اس امر سے پاک ہے کہ وہ خلاف وعدہ کرے جبکہ اس نے بشر کے لئے آسمان پر معہ جسم کے جانا حرام کر دیا ہے۔ اگر مین جاؤن تو جھوٹا ٹھیرون گا۔ اب اگر تمہارا یہ عقیدہ صحیح ہی کہ مسیح آسمان پر چلا گیا ہے اور کوئی بالمقابل پادری یہ آیت پیش کر کے آنحضرت صلعم پر اعتراض کرے تو تم اس کا کیا جواب دے سکتے ہو۔ پس ایسی باتون کے ماننے سے کیا فایدہ جن کا کوئی اصل قرآن مجید مین موجود نہین۔ اس طرح تم اسلام کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنیوالے ٹھہروگے۔ پھر پہلی کتابون مین بھی تو کوئی نظیر موجود نہین اور ان کتابون سے احتجاج کرنا حرام نہین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شہد شاھد من بنی اسرائیل۔ اور پھر فرمایا کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب اور ایسا ہی فرمایا۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم۔ جب آنحضرت صلعم

کی نبوت کے ثبوت کیلئے انکو پیش کرتا ہے تو ہمارا ان سے احتجاج کرنا کیون حرام ہو گیا۔ اب انہی کتابون مین ملاکی نبی کی ایک کتاب ہے جو بائبل مین ہے۔ اس مین مسیح سے پہلے ایلیا نبی کے دوبارہ آنیکا وعدہ کیا گیا آخر جب مسیح ابن مریم آئے تو حضرت مسیح سے الیاس کے دوبارہ آنیکا سوال ملاکی نبی کی اس پیشگوئی کیموافق کیا گیا مگر حضرت مسیح نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ آنیوالا یوحنا کے رنگ مین آچکا۔ اب یہ فیصلہ حضرت عیسےٰ ہی کی عدالت سے ہو چکا ہی۔ کہ دوبارہ آنیوالے سے کیا مراد ہوتی ہے۔ وہان یحییٰ کا نام مثیل الیاس نہین رکھا بلکہ عین ہی ایلیا قرار دیا گیا۔ اب یہ قیاس بھی میرے ساتھ ہو مین تو نظیر پیش کرتا ہون۔ مگر میرے منکر کوئی نظیر پیش نہین کرتے۔

بعض لوگ جب اس مقام پر عاجز آجاتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ کتابین محرف مبدل ہین مگر افسوس ہی یہ لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ آنحضرت صلعم اور صحابہ ان سے سند لیتے رہے اور اکثر اکابر نے تحریف معنوی مراد لی ہی بخاری نے بھی یہی کہا ہے۔ علاوہ اس کے یہود یون اور عیسائیون کی جانی دشمن ہی۔ کتابین جدا جدا ہین وہ اب تک مشترین کہ الیاس دوبارہ آجائیگا۔ اگر یہ سوال نہ ہوتا تو حضرت مسیح کو وہ مان نہ لیتے ایک فاضل یہودی کی کتاب میرے پاس ہی وہ بڑے زور سے لکھتا ہے اور اپیل کرتا ہے کہ اگر مجھ سے یہ سوال ہوگا تو مین ملاکی نبی کی کتاب سامنے رکھ دونگا۔ کہ اس مین الیاس کے دوبارہ آنیکا وعدہ کیا گیا تھا۔

اب غور کرو جبکہ باوجود ان عذرات کے لاکھون یہودی جہنمی ہوئے اور سور بندر بنے۔ تو کیا میرے مقابلہ مین یہ عذر صحیح ہوگا کہ وہان مسیح ابن مریم کا ذکر ہے۔ یہودی تو معذور ہو سکتے تھے۔ ان مین نظیر نہ تھی مگر اب تو کوئی عذر باقی نہین مسیح کی موت قرآن شریف سے ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت اس کی تصدیق کرتی ہی۔ اور پھر قرآن شریف اور حدیث مین منکم آیا ہے پھر خدا تعالیٰ نے مجھے خالی ہاتھ نہین بھیجا ہزارون لاکھون نشان میری تصدیق مین ظاہر ہوئے اور اب اگر کوئی چالیس دن میرے پاس رہی تو وہ نشان دیکھ لیگا۔ لیکھرام کا نشان عظیم الشان ہی احمق کہتے ہین کہ مین نے قتل کرا دیا۔ اگر یہ اعتراض صحیح ہی تو پھر ایسے نشانات کا امان ہی اٹھ جائیگا۔ کل کو کہدیا جائیگا۔ کہ خسرو پرویز کو معاذ اللہ آنحضرت صلعم نے قتل کرا دیا ہوگا۔ ایسے اعتراض جو مین یاد حق شناس لوگون کا کام نہین ہی مین آخر مین پھر کہتا ہون کہ میرے نشانات تھوڑے نہین ایک لاکھ سے زیادہ انسان میرے نشانون پر گواہ ہین اور زندہ ہین میرے انکار مین جلدی نہ کرو۔ ورنہ مرنے کے بعد کیا جواب دوگے؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا اس پر ہے اور وہ صادق کو صادق ٹھیراتا اور کاذب کو کاذب + فقط

سچے کو ہمیشہ راحت ہے۔

سرمہ سلیمانی۔ امراض چشم کا جانی دشمن اور بصارت کا حامی اگر کوئی عمدہ اور قدیمی سرمہ ہے تو یہی ہے۔ استعمال فرماوین اور منت منگائیے۔ دیکھیے پھر کس طرح سے یہ اپنے جادو نما خواص ظاہر کرتا ہے اس کے چند روز استعمال سے جالا۔ پھولا۔ دھند۔ غبار۔ خارش۔ پڑبال۔ آنکھوں سے پانی بہنا۔ نزول الماء وغیرہ امراض فوراً دور ہو جاتے ہیں۔ بصارت و دوربینی از حد قوی ہوتی ہے اس پر قیمت دیکھیے صرف ۸؍ فی تولہ

سنون دنداں۔ لو یہ وہ سنون ہے جس نے منگایا وہ چھٹا اوٹھایا کہ پھر دانتوں کی شکایت زبان پر نہ لایا بس جانیے اس سنون کا اعلیٰ خاصہ ہے کہ جملہ مرض درد دانت دانت میں یا اتفاقیہ ہیں۔ کہنہ دندان یا بدبو دہن میں مبتلا ہو یا ان کے دانت داڑھوں سے خون آتا ہو یا مسوڑے پھولتے ہوں فقط دو یوم کے استعمال کے بعد مرض مبرا اور دانت مثل گوہر آبدار قیمت ۸؍ فی بکس۔

بکس محافظ النسل۔ یہ وہی بکس ہے جس نے اپنی معجزہ نما خواص سے مایوس مریضوں کو در مقصد پہونچایا ہے اور مہلک سے مہلک جریان۔ کمی باہ۔ سرعت۔ ناطاقتی۔ کمی وغیرہ مرضوں کو صرف ایک ہفتہ استعمال سے ہٹایا ہے اب ناطاقتوں کو مژدہ ہو کہ یہ اس کی موجودگی میں مایوس نہ ہوں اس میں مفصلہ ذیل ادویات محفوظ ہیں۔ سونے چاندی کی گولیاں طلا طلسمی۔ آب حیات جن کی علیحدہ علیحدہ قیمت ۵؍ ہے اگر صحت میں کسیقدر کمی ہووے۔ تو باقی دوا مفت ارسال ہوگی مریض اپنی حالت لکھتا رہے۔

نوٹ۔ دوا منگاتے وقت مرض کا حال ضرور لکھیں۔

المشتہر۔ حکیم محمد حسین خلف الصدق حکیم سرفراز حسین احمدیہ فیکٹری بلب گڑھ ضلع دہلی۔

خط و کتابت۔ کیوقت تمام خریداران کو چاہیئے کہ اپنے نمبر خریداری کا حوالہ اپنے خط پر ضرور دیا کریں بعض خریدار غلطی سے بجائے اپنے نمبر کے رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ دیدیا کرتے ہیں یہ نمبر خریداری نہیں ہے بلکہ ڈاکخانہ کا نمبر ہے۔ ہر خریدار کا نمبر علیحدہ ہوتا ہے نیز جو صاحبان ہمارے خط کا جواب دیں ان کو چاہیئے کہ جواب کے وقت ہمارے خط کا نمبر اور تاریخ کا حوالہ بھی ساتھ ہی دیا کریں تاکہ جواب دینے میں آسانی ہو۔

آنکھوں کے بیماروں کو مژدہ

میاں ڈاکٹر عبد اللہ ساکن راہوں ضلع جالندھر جنہوں نے لندن آسٹریلیا۔ افریقہ آنکھوں کے علاج سے بہت شہرت حاصل کی ہے اور ان کے پاس بہت کثرت سے سارٹیفکٹ بھی موجود ہیں انگریزی اور یونانی ہر دو طرح سے آنکھ بناتے ہیں۔ ہماری جماعت کے مخلص ہیں میں امید کرتا ہوں کہ لوگوں کو ان سے نفع پہنچے۔ نور الدین

کارخانہ دوائے ممد بقائے نسل انسانی

بے اولادوں کو اولاد کی خوشخبری

جن لوگوں کے اولاد نہیں ہوتی یا حمل گر جاتا ہے یا مرے ہوئے بچے پیدا ہوتے ہیں یا صرف لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں ان کو بڑے زور سے اطلاع دیجاتی ہے کہ ہم سے خط و کتابت کر کے علاج کرا دیں خدا کے فضل سے اولاد نرینہ پیدا ہوگی اور اگر ہماری صداقت پر اعتبار نہ ہو تو پہلے اقرار نامہ اسٹامپ تحریر کر لیویں کہ بعد علاج اگر فرزند پیدا ہوا تو ہم اتنا نذرانہ ادا کریں گے۔ ان کا علاج اندک خرچ دوا لیکر کیا جاویگا۔ اس اشتہار کو معمولی اشتہار تصور نہ فرماویں بلکہ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ہندوستان میں دھوم مچگئی ہے اور اپنی صداقت کے سبب روز افزوں ترقی کر رہا ہے اولاد دینے والا تو خدا ہے مگر اسی نے دوا میں تاثیر رکھی ہے۔

المشتہر
محمد حسین طبیب احمدی موجد کارخانہ
مقام بھیرہ۔ ضلع شاہ پور پنجاب۔ محلہ معماراں

روزانہ اخبار عام

یہ تازہ بتازہ خبریں دلچسپ ایڈیٹوریل ہمارے روزیہ اخبار لاہور سے نکلتا ہے پنجاب کا سب سے پہلا اور عمدہ روزانہ اخبار اخبار عام ہے دلچسپ اور مقبول خلائق نمونہ کا پرچہ منگوا کر دیکھیں۔ منیجر

روزانہ پیسہ اخبار لاہور

ہندوستان بھر میں بہترین روزانہ پیسہ اخبار ہے اور ہر روز با تصویر چھپتا ہے ہر روز ایک دلکش کارٹون بھی موجود ہوتا ہے تازہ سے تازہ خبریں و تاریں ہر روز چھپ جاتی ہیں اس کا ایڈیٹوریل اسٹاف اعلیٰ درجہ کا ہے رائیں اور واقعات نہایت مدلل و معقول دیجاتی ہیں اس لئے تمام حلقوں میں نہایت عزت اور وقار سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ رئیس اور رعیت دونوں کا دلی دوست اور خیر خواہ ہے اگر آج تک آپ نے دیکھا ہو تو ایکبار ضرور ملاحظہ فرماویں نمونہ کا پرچہ مفت ملتا ہے قیمت سالانہ صرف ۱۲ پیشگی آنے پر جاری ہوتا ہے۔ درخواستوں کا پتہ۔ منیجر روزانہ پیسہ اخبار لاہور

مفت بلکہ ٹکٹ بھی کارخانہ جات کی طرف سے (رسالہ گوہر نادرہ) دنیا بھر میں نایاب کتاب نہایت جلد بذریعہ کارڈ اطلاع بھیجیے پر جسقدر آپ اور آپکے دوستوں کیلئے ضرورت ہو پتہ ذیل سے مفت ملیں گے۔ جنرل منیجر کارخانجات رائل میڈیکل ہال جگادھری ضلع انبالہ

عجب بے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۲ سیر پختہ پیس جاتا ہے۔ دن میں تخمیناً ۲۵ من سیر پختہ ہو سکتا ہے قیمت بحساب فی من پختہ مبلغ معہ نمبر دوم مبلغ ... مبلغ ... بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کی و ٹیشنے والے بھی تیار ہیں۔

مستری ماہیا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر کے نے چھاپا گیا